ادارہ تصانیف اسلامیہ مکتبہ حفیظیہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

بسلسلہ اشاعت

۱۷

تحفۂ شب قدر

مصنفہ

احقر العباد ابوالحسن حافظ قاری مولوی محمد عبدالحفیظ خان عفی عنہ شنکیاری پشاوری

خلف

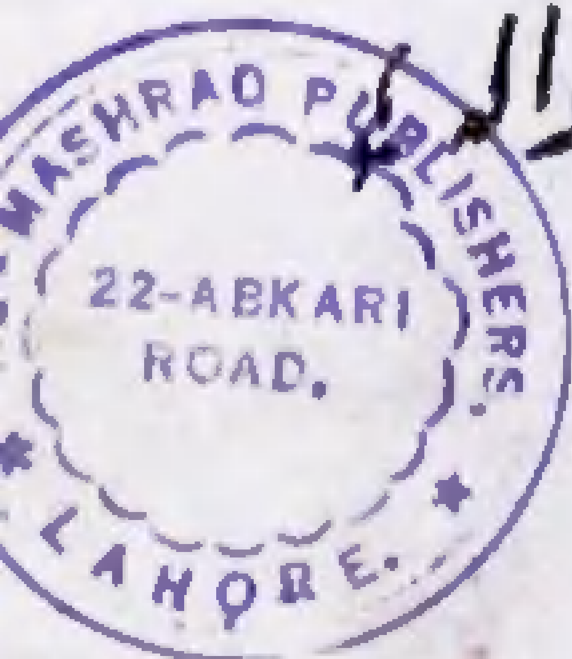
جناب احمد خان صاحب مرحوم مقام و ڈاکخانہ شید و تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور

حال

خطیب جامع مسجد نور سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ہدیہ

دو روپے



فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ باری تعالےٰ

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَالَّذِیْ تَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ ط

جیسی تعریف اپنی خود تو نے کہی　　سب کی تعریفوں سے بہتر ہے وہی
ہر طرح کی ساری تعریفیں تمام　　خاص تیرے ہی لیے ہیں لا کلام

ایضاً

خدایا جہاں بادشاہی تراست　　زما خدمت آید خدائی تراست
پناہِ بلندی و پستی توئی　　ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی
قرارِ ہمہ ہست بر نیستی　　توئی آنکہ یک بر قرار ایستی

درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

مصطفےٰ جانِ عالم پہ لاکھوں سلام　　شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہرِ چرخِ نبوّت پہ روشن درود　　گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مناجات

خداوندا توئی حامی و ناصر
بحالِ بندگانِ خویش ناظر
ثنائی ذات پاکت می سرائیم
زبان در شرحِ ذکرت می کشائیم
ترا می زیبد الحق پادشاہی
کہ پیدا آری از مہ تا بماہی
توئی رزّاقِ ہر پیدا و پنہاں
توئی خلّاقِ ہر دانا و ناداں
الٰہا جز تو با کس ما نخواہیم
ازاں رو در پناہت می پناہیم
الٰہی فضلِ خود را یارِ ما کن
ز رحمت یک نظر در کارِ ما کن
اگر فضیلت قرین حال گردد
قرینم جملہ جاہ و مال گردد

(شیخ عطارؒ)

ایضاً

ممکن نہیں عبد سے عبادت تیری
خلق و کرم و جود ہے عادت تیری
صحرا صحرا ہیں گو کہ عصیاں میرے
دریا دریا مگر ہے رحمت تیری

(انیس)

ایضاً

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا
ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ کہ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

(ذوقؔ)

عرضِ حال

حامِدًا وَّ مُصَلِّیًا

برادرانِ اسلام! اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پاک تمام صفاتِ کمالیہ کی جامع ہے اس کی صفات کو کوئی شمار نہیں کر سکتا منجملہ اس کی صفات کے ایک بہت بڑی صفت خلق اور ایجاد کی ہے اسی صفت کی بناء پر اس کے ناموں میں سے ایک نام "خلّاق" ہے اسی نے مختلف جہاں اور عالم پیدا کیے جن میں سے ایک یہ جہاں یعنی ہماری دنیا کا کارخانہ بھی ہے۔ عرشِ معلّٰی سے لے کر تحت الثریٰ تک تمام مخلوقات جملہ موجودات اور ساری کائنات کی خالق اور موجد اسی کی ذاتِ پاک رہی ہے۔

اس کی ذات پاک ایسی فضل و کرم والی ہے جس نے محض اپنے فضل و کرم سے کائنات کی مختلف چیزوں کو اپنی عنایت خاص کا مرکز بنایا اور اسی عنایت اور خصوصی توجہ کے ساتھ اس نے ان ہی چیزوں میں سے بعض کو اپنی ہی ہم جنس پر فضیلت و بزرگی، فوقیت و برتری اور رفعت و بلندی عطا فرمائی، وہی قادرِ مطلق سب کچھ کرنے والا ہے اسی کے ہاتھ میں عزت و ذلت، اقبال و ادبار، عروج و ترقی اور تنزل و پستی ہے۔

اسی کا فرمان ہے:-

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ٥ (سورۂ آل عمران رکوع ۳)

(ترجمہ) اور جسے چاہے تو عزت دیتا ہے اور جسے چاہے تو ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی اختیار میں ہے سب بھلائی بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اسی کی ذات پاک ہے جس نے زمان و مکان کے مختلف حصّوں کو اپنے انوار و تجلّیات خاصہ کا مرکز بنا کر ازراہِ کرم نوازی و بندہ پروری تمام مکانوں دگھروں میں سب سے زیادہ فضیلت و بزرگی اور عظمت و بڑائی اور شرف و برتری اور خصوصیت و قبولیت کعبہ شریفہ کو عطا فرمائی۔ تمام زمانوں میں سے بہترین زمانہ فخرِ موجودات سرورِ کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا زمانہ مبارکہ قرار دیا، تواریخ میں سب سے سنہرا اور زرّیں عنوان اس تاریخ کو بخشا جس تاریخ کی ساعتِ مسعود میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ دنیا کے دنوں میں سب سے زیادہ عزّت و شرف، مجد و کرم جمعہ کے مسعود و مبارک دن کو مرحمت فرمایا اور اس کو "سَيِّدُ الْاَيَّام" (دنوں کا سردار) اور "عِيدُ الْمُسْلِمِينَ" (مسلمانوں کی عید) کا بلند خطاب اور اعلیٰ لقب عطا فرمایا۔

اسی کی ذات پاک ہے جس نے سال کو بارہ حصّوں میں تقسیم کر کے اس کے بارہ مہینے بنائے اور ان میں سب سے بڑی خصوصیت و قبولیت اور امتیازی شان رمضان المبارک کے مہینے کو عطا فرمائی اور اس کو دوسرے مہینوں سے اس طرح ممتاز فرمایا کہ اسے اپنی ذات بابرکات کی طرف منسوب کر کے اپنا مہینہ قرار دیا اور اس کو ایسا مقدّس و متبرّک مہینہ بنایا جس کے انوار و تجلّیات فیوض و برکات اور فوائد و ثمرات روزِ روشن کی طرح عیاں[ل] و آشکارا ہیں۔

[ل] رمضان شریف کے فضائل و خصائص، فیوض و برکات، احکام و مسائل وغیرہ معلوم کرنے کے لئے ہم سے "تحفۂ رمضان" حصّہ اوّل ہدیہ عہ/ اور حصّہ دوم ہدیہ ۲؎ منگوائیں۔ پتہ ادارہ تحائف اسلامیہ سیٹلائٹ ٹاؤن۔ گوجرانوالہ۔

وہ مہینہ جس کے وارد ہوتے ہی سارے عالم کے نظام میں بڑی بڑی اہم اور خصوصی تبدیلیاں رونما ہوجاتی ہیں، راتوں اور دنوں کے رخ پھر جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی کی ہوائیں چلنے لگتی ہیں اس کے لطف و کرم اور جود و عطا کی بارش ہونے لگتی ہے رحمت کے دروازے آسمانوں کے دروازے اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں سرکش جن اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں اور ایک اعلان کرنے والا روزانہ اعلان کرتا ہے کہ

يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ -

(ترجمہ) اے بھلائی کے چاہنے والے! آگے آ یعنی نیکی کی طرف سبقت کر اور اے بدی کے چاہنے والے! باز آ یعنی بدی سے باز آ -

وہی مبارک و مسعود مہینہ جس کا پہلا عشرہ (اوّل دس دن) رحمت ہے اور دوسرا عشرہ (درمیانی دس دن) مغفرت ہے اور تیسرا عشرہ (آخری دس دن) دوزخ سے آزادی کا ہے -

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک وہ ہے جس نے اس مبارک مہینے کے آخری عشرہ میں فیوض و برکات کے خزائن پوشیدہ اور مستور رکھے ہیں - اس عشرہ میں ایک ایسی جلیل القدر، مقدس و متبرک اور عظمت و بزرگی والی رات مخفی رکھی ہے، جو "لَيْلَةُ الْقَدْرِ" کے رفیع الشان نام سے مشہور و معروف ہے وہ رات جو اپنے انوار و تجلیات، فیوض و برکات اور اپنی پرکیف ساعات کی بدولت ہزار مہینوں یعنی تیس ہزار راتوں اور دنوں سے بھی بدرجہا افضل و بہتر اور اعلیٰ و برتر ہے جو تراسی سال چار ماہ کی بہتر سے بہتر عبادت کے اجر و ثواب کا بے بہا

خزانہ چند گھڑیوں میں لٹا دینے والی رات ہے کہاں ۸۳ برس ۴ ماہ کی طول طویل مدت اور کہاں صرف ایک رات کی چند ساعتیں اور ان میں اس قدر بے حد و بے حساب اجر و ثواب کی دولت کا ہاتھ آ جانا، یہ تو محض اسی ذات پاک خدائے ذوالجلال والاکرام صاحب الجود والانعام کا فضل و کرم اور خاص انعام و احسان ہے جو اس نے اس امت کو مرحمت فرمایا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

چنانچہ اس رسالہ میں ہم اسی مقدس و متبرک رات کے فضائل و خصائص، فیوض و برکات، خیرات و حسنات، انعامات و اکرامات کا بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اس رسالہ کے پڑھنے، سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس مقدس و متبرک رات کے انوار و تجلیات فیوض و برکات اور خیرات و حسنات سے ہمیں مالا مال فرمائے۔ آمین۔

فقط

دعاگو و دعاجو

احقر العباد۔ ابوالحسن محمد عبد الحفیظ عفی عنہ تنیروی پشاوری

حال خطیب جامع مسجد نور سیٹلائٹ ٹاؤن

گوجرانوالہ

$\frac{9}{21}$ ۴

بابِ اوّل
شبِ قدر کا بیان

برادرانِ اسلام! شبِ قدر ایک بہت ہی مقدس و متبرک اور نہایت ہی مبارک و بزرگ رات کا نام ہے جو عربی، فارسی، اردو، پنجابی اور پشتو زبان میں مشہور و متعارف ہے۔ عربی زبان میں اسے "لیلۃ القدر" کہتے ہیں۔ اور فارسی اور اردو زبان میں یہ "شبِ قدر" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ رات سال بھر کی تمام راتوں اور دنوں سے بدرجہا افضل و بہتر اور اعلیٰ و برتر ہے، سال بھر میں یہ رات صرف ایک بار آتی ہے مگر یقین و حزم کے ساتھ کوئی تعیین نہیں کر سکتا کہ یہ رات کب آتی ہے ہاں! اراجح اور صحیح قول کے مطابق یہ رات رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ اور خاص کر آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ میں اس کے آنے کا اغلب گمان ہے اور جمہور کے نزدیک یہ مبارک رات رمضان شریف کی ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لَیْلَۃُ الْقَدْر کی وجہ تسمیہ لیلۃ القدر عربی زبان کے دو لفظوں سے مرکب ہے عربی زبان میں "لَیْلَۃٌ"

رات کو کہتے ہیں اور "قَدْر" مصدر ہے جو کئی معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔
عربی لغت میں قدر کے معنے ہیں :-
"شرافت، بزرگی، عظمت، بڑائی، عزت، منزلت، درجہ، مرتبہ"
اسجگہ "لَیْلَۃ" کی اضافت "قَدْر" کی طرف ہوئی ہے
جس کے معنے ہوئے قدر کی رات یعنی شبِ قدر۔

اب اس جگہ یہ دیکھنا ہے کہ اس کو "لَیْلَۃُ الْقَدْر" کہنے کی وجہ کیا ہے؟ اور لفظ قدرؔ سے کس معنے کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے؟
جان لینا چاہیئے کہ اس بارہ میں علمائے مفسرین کے مختلف اور متعدد اقوال آئے ہیں۔

مجدد العصر امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی مایۂ ناز تفسیر "کبیر" میں اس کے متعلق یوں تو بہت سے اقوال نقل کئے ہیں مگر ان سارے اقوال کو ہم طوالت کے خوف سے حذف کر کے ان میں سے صرف چار مشہور اقوال کو لے کر ان کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ بعض کہتے ہیں کہ
"اس رات کو لَیْلَۃُ الْقَدْر اسواسطے کہتے ہیں کہ اس میں اُن تمام اُمور و احکام کی تقدیر و تعیین ہوتی ہے جو سال بھر میں واقع ہونے والے ہوتے ہیں۔ اور وہ (جملہ) اُمور و احکام لکھے جاتے ہیں اور فرشتوں کو معلوم ہو جاتے ہیں اور وہ فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں"
چنانچہ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے۔

ان کے نزدیک اس مبارک رات کو " لَيْلَةُ الْقَدْر " اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس رات میں آنے والے سال کے لئے بارش، رزق، موت اور حیات وغیرہ تمام چیزیں مخلوق کے فائدے کے لئے مقدّر فرماتا ہے۔

فخر اقران علّامہ دوراں مجدّدِ زماں حضرت ملّا علی القاری حنفی؎ اور حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی وغیرھما نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ دونوں لکھتے ہیں کہ

" اس رات کو " لَيْلَةُ الْقَدْر " اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں رزق اور اجل وغیرہ لکھے جاتے ہیں اور وہ احکام جو سال بھر میں واقع ہونے والے ہوتے ہیں وہ بھی لکھے جاتے ہیں "

اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے

فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ۔ (سورہ دُخان رکوع ۱)

(ترجمہ) اسی رات میں ہر حکمت والا معاملہ طے کیا جاتا ہے۔

اس آیت میں " ھَا " کی ضمیر اس سے پہلے " لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ " کی طرف راجع ہے اور لیلۃ مبارکہ اور لیلۃ القدر دونوں سے مراد ایک ہی رات ہے یعنی شب قدر، اسی شب قدر میں تمام اہم امور کا فیصلہ صادر ہوتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد باری ہے کہ

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ۔

(ترجمہ) اترتے ہیں فرشتے اور روح القدس یعنی جبریل امین اس رات میں اپنے پروردگار

کے حکم سے ہر کام کے واسطے۔

۲ — حافظ الحدیث امام زہریؒ وغیرہ کا قول ہے کہ
"لَیْلَۃُ الْقَدْر" کے معنے ہیں عزت اور بزرگی کی رات۔
چنانچہ انہوں نے اپنے اس قول کی تائید میں اہلِ عرب کا یہ محاورہ پیش کیا ہے کہ

يُقَالُ لِفُلَانٍ قَدْرٌ عِنْدَ فُلَانٍ اَيْ مَنْزِلَةٌ وَشَرَفٌ

(ترجمہ) کہا کرتے ہیں کہ فلاں شخص کی فلاں شخص کے پاس قدر ہے یعنی قدر و منزلت ہے
اس سے مراد یہ ہے کہ عربی زبان میں "قَدْرٌ" کے معنی عزت کے بھی آتے ہیں اور اسی وجہ سے انہوں نے "لَیْلَۃُ الْقَدْرِ" کے معنے "عزت اور بزرگی کی رات" کے کیے ہیں۔

پھر یہ بات بھی ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ یہ عزت و بزرگی یا تو فاعل کی طرف راجع ہوگی یعنی جو کوئی اس رات میں عبادت و بندگی کرتا ہے وہ صاحبِ عزت و بزرگی اور معزز اور مشرف ہو جاتا ہے اور یا فعل کی طرف راجع ہوگی یعنی اس رات کو جو نیک کام وقوع میں آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت والا ہے۔

۳ ۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ
"قَدْرٌ" تنگی کے معنے میں ہے اس لئے کہ اس رات میں اس قدر کثرت سے فرشتے اترتے ہیں کہ ان پر زمین تنگ ہو جاتی ہے۔
در حقیقت اس رات میں بیشمار فرشتے جبریلِ امینؑ کی معیت میں آسمان سے

اُترتے ہیں اور روئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہیں رہ جاتی جہاں کسی فرشتے نے سجدہ میں سر نہ رکھا ہو یا قیام میں کھڑا نہ ہو۔ ملاحظہ ہو صٓ۵

۳۔ حضرت ابوبکر وراق فرماتے ہیں کہ

"اس رات کو "لیلۃ القدر" اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں مرتبہ والی کتاب ، مرتبہ والے فرشتے کی زبان پر، مرتبہ والی اُمت پر نازل ہوئی ہے۔ شاید اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں تین بار لفظ "قدر" کو مکرر فرمایا۔

یعنی اس رات کا نام "لیلۃ القدر" بوجہ عظمت قدر رکھا اس لئے کہ قرآن مجید صاحب قدر اس رات میں نازل ہوا اور جبریلؑ نے جو کریم و ذی قدر ہے اس کو اُتارا اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جو تمام عالم سے افضل و بہتر ہیں اور اس اُمت کے لئے نازل ہوا جو خیر الامم ہے۔

فصلِ اوّل

شبِ قدر کے فضائل

برادرانِ اسلام! شبِ قدر کے فضائل و خصائص اور فیوض و برکات بے حد و بے شمار ہیں۔ اس رات کی فضیلت و بزرگی، اس کی عظمت و بڑائی، اس کی قدر و منزلت اور اس کی بلندی و رفعت بیان کرنے سے زبان عاجز اور قلم قاصر ہے۔ یہ مقدّس و متبرّک رات سال بھر کی تمام راتوں اور دِنوں سے افضل و بزرگ، اعلیٰ و اَولیٰ، بہتر و برتر اور مکرّم و معظّم ہے۔ اس رات کو تمام راتوں پر سیادت و سرداری کا فخر حاصل ہے۔

یہ رات شروع سے لے کر آخر تک یمن و سعادت اور خیرات و حسنات سے بھرپور اور انوار و تجلیات سے معمور رہتی ہے۔ شام سے لے کر صبح تک اس رات میں تجلّیٔ الٰہی کا بندوں پر نزول ہوتا ہے نیک بندوں کو اسی رات حق تعالیٰ کی جناب میں قرب و نزدیکی حاصل ہوتی ہے اس رات کی عبادت و بندگی کیفیّت و حلاوت میں دوسری راتوں کی عبادت سے بدرجہا بڑھ کر ہوتی ہے۔

یہ وہ جلیل القدر اور بڑی عظمت والی رات ہے جس کی فضیلت و بزرگی اور عظمت

و بڑائی بیان کر سکے جس کی تعریف و توصیف خود خدا نے بزرگ و برتر نے کی ہو

ع ثنا خواں جس کا قرآں ہے ثنا اس کی ہے قرآں میں
اسی پر میرا ایقاں ہے وہی ہے میرے ایقاں میں

یہ وہ مقدس رات ہے جو تقدیس و تنویر اور عظمت و توقیر سے ہمکنار ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے "لَيْلَةُ الْقَدْر" کے مکرم و معظم لقب سے ملقب فرمایا ہے۔ اس رات کی قدر و منزلت، شرف و کرامت کی توضیح و تشریح کسی مزید تفصیل کی متقاضی نہیں صرف یہ نام ہی اس کی قدر و منزلت کے اجاگر کرنے کے لیے کافی ہے کہ

"قدر والی رات یا وہ رات جس کی قدر کی جائے"

انسان ہی نہیں بلکہ اس ذاتِ قدوس نے خود اس رات کی قدر و منزلت کا اظہار فرمایا ہے۔ اسی لیے اس ایک رات کی عبادت کو عام ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل و بہتر قرار دیا ہے اور قرآن کریم نے خصوصیت کے ساتھ اس کی یہ فضیلت بیان کی ہے۔

یہ وہ متبرک رات ہے جو خیر و برکت سے ہم آغوش ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے "لیلۃ القدر" کے علاوہ "لیلۃ مبارکہ" کے معزز و مشرف اور دلکش و روح پرور خطاب سے مخصوص فرمایا ہے۔ جس میں فیوض و برکات کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔

یہ وہ بزرگ رات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے اوّل اپنی نورانی مخلوق فرشتوں کی پیدائش کے لیے منتخب فرمایا اور اسی رات فرشتوں کی پیدائش عمل میں آئی۔

یہ وہ مبارک رات ہے جس میں سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا مادہ جمع کیا گیا۔ یہ وہ مسعود رات ہے جس میں بہشت کو از سر نو آراستہ و پیراستہ کر کے سجایا جاتا ہے۔

یہ وہ عظیم الشان رات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس و متبرک کتاب "قرآن مجید" کے نزول کے لیے مخصوص فرمایا اسی رات کو خزانۂ علم الٰہی سے اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام اس کے بندوں کے پاس آیا، قرآن مجید جیسی بزرگ کتاب کے اتارنے کے لیے اسی رات کو مخصوص فرمانا صریح طور پر اس رات کی علو مرتبت اور انتہا درجہ کی بزرگی و شرف پر ایک روشن دلیل ہے۔

یہ وہ رفیع الشان رات ہے جس میں دنیائے انسانیت کے لیے صحیفۂ مقدس کا نزول ہوا جس نے پہلی دفعہ انسانی شرف و پندار کے داعیوں کو صحیح معنوں میں بیدار کیا جس نے انسان کو شرک و بت پرستی اور ابطال و وہم پرستی کے عمیق غار سے نکال کر توحید و خدا پرستی کے بلند مقام پر پہنچا دیا۔

یہ وہ رات ہے جس نے پہلی دفعہ کائنات میں، انسان کو اس کے اصلی مقام کی واضح نشاندہی کی جس نے الفت و محبت اور رواداری و اخوت کی تعلیم دی، جس نے علم و ادراک کے مشعلوں کو روشن کیا اور انسان کو تسخیر کائنات کا مخفی راز سمجھایا جس نے مقام بشری کے حدود کو اتنی وسعت دی کہ وہ نہ صرف کارزمین کی ذمہ داری سے عہدہ بر آ ہو بلکہ ستاروں پر کمند ڈال کر آسمان پر بھی پہنچے۔

یہ وہ رات ہے جس میں انسان کو ایسی ابدی تعلیمات سے نوازا گیا کہ جو

قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کے لئے ہدایت و رہنمائی کے واضح اور روشن اصولوں کی حامل ہے۔

یہ وہ رات ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل و بہتر ہے۔

یہ وہ رات ہے جس میں خدا تعالیٰ کی رحمت کا سمندر جوش میں آتا ہے اور اس کی رحمت کی موجیں ہر اس نشیمن پر جو ان کو طلب کرنے کا تھوڑا سا بھی سلیقہ رکھتا ہو چاروں طرف سے چھا جاتی ہیں۔

یہ وہ رات ہے جس میں زنگ آلود قلوب کو صفائی اور پژمردہ روحوں کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔

یہ وہ رات ہے جس کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں اور اس رات کی تلاش و جستجو میں حضورؐ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں سب سے زیادہ مجاہدہ فرماتے، خود بھی عبادت کے لئے کمربستہ ہو جاتے، شب بیداری فرماتے اور اہل و عیال کو بھی بیدار رکھتے۔

یہ وہ رات ہے جس کی تلاش و جستجو میں سال بھر عشاق شب خیزیاں کیا کرتے ہیں اور ساری راتیں عبادت و ریاضت اور ذکر و فکر میں گزارتے ہیں۔

یہ وہ رات ہے جو سراسر امن و سلامتی اور خیر و برکت کا سرچشمہ ہے۔

یہ وہ رات ہے جس میں جبرئیل امین بے شمار فرشتوں کے ساتھ زمین پر تشریف لاتے ہیں اور اس رات میں عبادت کرنے والوں کو دعا کرتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔

یہ وہ رات ہے جو گنہگاروں کے لئے بخشش و مغفرت اور نجات و رستگاری کا مژدہ لے کر آتی ہے۔

یہ وہ رات ہے جو گناہ کے زخموں کو مندمل کرنے کے لئے رحمت کی مرہم لاتی ہے۔

یہ وہ رات ہے جو گناہوں کے بیماروں کے لئے حیاتِ جاودانی کی بشارتِ عظمیٰ لاتی ہے۔

یہ وہ رات ہے جسے خوش نصیب ہستیاں آنکھوں ہی آنکھوں میں گذار دیتی ہیں اور بدنصیب انسان غفلت کی نیند سو کر اس کے فیوض و برکات سے محروم رہ جاتے ہیں۔

مختصر یہ کہ یہ رات بڑی خیر و برکت اور نیکی و بھلائی کی حامل ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور نوازشیں بارش کی طرح برستی ہیں۔

یہ عبادت و طاعت کی رات ہے، عبودیت و بندگی کی رات ہے، ذکر و فکر کی رات ہے، فروتنی و سرافگندگی کی رات ہے، طلب و دعوت کی رات ہے، دعا و مناجات کی رات ہے، بخشش و مغفرت کی رات ہے۔ نجات و رستگاری کی رات ہے۔

درحقیقت اس رات کی قدر و منزلت تو اللہ والے ہی جانتے ہیں جو اپنے آرام و راحت اور نیند کو اس شب کی خاطر قربان کرتے ہیں۔

— خزینۃ الطالبین میں ہے کہ

شبِ قدر کے عجائبات تو انہی دل والوں پر کھلتے ہیں جو صاحبِ ولایت اور اطاعت گذار ہوتے ہیں جیسا جس کا حال اور درجہ اور مرتبہ قرب ہوتا ہے ویسا ہی

اس کو کشف ہوتا ہے۔

اس رات کو سجدوں سے آراستہ و پیراستہ کرنا چاہیئے اور تلاوتِ قرآن سے اپنے باطن کو روشن و تاباں کرنا چاہیئے۔

ہمیں چاہیئے کہ اس رات کو غنیمت جانیں اور اس کی تلاش و جستجو میں اپنی نیند و آرام کو چند دنوں کے لئے قربان کر دیں اور عبادت و طاعت الٰہی میں ہمہ تن مشغول ہو جائیں اور پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ کے حضور میں سرنگوں رہیں تاکہ اس رات کے فیوض و برکات اور منافع و ثمرات سے پوری طرح مستفید ہوں۔

شاہِ جاں مر جسم را ویراں کند — بعد ویراں بلبش آباداں کند
اے خنک جانے کہ در عشقِ مآل — بذل کرد او خانمان و ملک و مال
کرد ویراں خانہ بہرِ گنجِ زر — وز ہماں گنجش کند معمور تر

دوستو! اس مبارک رات کی قدر کریں اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی بخشش و مغفرت فرماتا ہے اور اس رات میں خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے اگر تمام رات جاگنا مشکل ہو تو جس قدر بھی ہو سکے جاگیں یہ نہ کریں کہ سستی سے کام لے کر بالکل ہی محروم رہیں۔

شبِ قدر

پھر ہے قدرت نے دکھائی وہ شبِ برکت نشاں
وصف میں جس کے خدائے پاک ہے رطب اللساں
اس شبِ ذی قدر میں نازل ہوئی اُمّ الکتاب
آخری پیغام ہے اللہ کا جو بے گماں
ہے مہینوں پر ہزاروں فوقیت اس رات کو
اہلِ ایماں اس میں ہیں وقتِ دعا سجدہ کناں
پاک روحوں اور ملائک کی بنی ہے جلوہ گاہ
رات یہ فرشِ زمیں سے تا بہ اوجِ آسماں
اک اشارے سے خدائے پاک کے اس رات میں
رحمتوں کے تا سحر رہتے رواں ہیں کارواں

نور و نکہت کی امیں یہ شب ہے خود اپنی مثال
خلوتِ عاصی کرے اس کے فضائل کیا بیاں

فصل دوم

قرآنِ مجید میں شبِ قدر کا ذکرِ جمیل

شبِ قدر وہ جلیل القدر و عظیم الشان رات ہے کہ قرآن مجید جیسی مقدس و بزرگ کتاب میں بھی اس کا ذکرِ جمیل آیا ہے اور ایک آدھ آیت نہیں بلکہ ایک پوری سورہ اس کی شان میں نازل ہو چکی ہے اور وہ سورہ بھی اسی شب کے نام سے موسوم ہے جو اس کی فضیلت و بزرگی اور عظمت و بڑائی پر مزید مہرِ توثیق ثبت کرتی ہے وہ سورۃ درج ذیل ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

(ترجمہ) بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اُتارا۔ اور آپکو کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا ہے؟ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اُترتے ہیں اس میں فرشتے اور روح القدس (یعنی جبریلؑ) اپنے رب کے حکم سے ہر کام کیواسطے سراپا سلام ہے، وہ شب طلوعِ فجر تک رہتی ہے

اس سورہ کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سورہ کا مقام نزول اور شان نزول بیان ہو

شب قدر کا مقام نزول (۱) اکثر مفسرین کے نزدیک یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور یہی قول صحیح ہے۔ مگر اس سورۃ کے نازل ہونے کے جو اسباب بیان کئے جاتے ہیں ان سے اس کا مدنی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر یہ قول صحیح نہیں۔ چنانچہ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ

وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ وَهُوَ قَوْلُ الْاَكْثَرِيْنَ۔

یعنی پہلا قول کہ یہ سورہ مکی ہے صحیح تر ہے اور یہ اکثر مفسرین کا قول ہے۔

تعداد آیات و کلمات و حروف اس سورہ میں پانچ آیتیں اور تیس کلمات اور ایک سو بارہ حروف ہیں۔

سورۂ قدر کی شان نزول اس سورہ مبارکہ کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سورہ کی شان نزول بھی بیان کی جائے تاکہ اس کی اہمیت اور خصوصیت واضح ہو جائے۔

اس سورہ کی شان نزول کے بارے میں علمائے مفسرین نے کئی روایتیں اور مختلف اقوال بیان کئے ہیں۔

۱۔ امام ابن ابی حاتم اور امام واحدی نے جلیل القدر امام حضرت مجاہد سے روایت کی ہے کہ

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ لَبِسَ السِّلَاحَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلْفَ شَهْرٍ فَتَعَجَّبَ

الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ اِلٰی لَیْلَۃِ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ الَّتِیْ لَبِسَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ السِّلَاحَ فِیْهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

(ترجمہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل میں سے ایک ایسے آدمی کا ذکر فرمایا کہ جس نے ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کے راستے (یعنی جہاد) میں ہتھیار لگائے تھے پس مسلمانوں نے اس بات سے تعجب کیا (اور افسوس کیا کہ ہم کو یہ نعمت کس طرح میسر ہو سکتی ہے) سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ تا اَلْفِ شَهْرٍ

نازل فرمائیں۔ یعنی یہ شب قدر بہتر ہے ان ہزار مہینوں سے جن میں اس آدمی نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہتھیار لگائے تھے یعنی جہاد کیا تھا۔

۳۔ علامہ ابن جریر طبریؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یوں روایت کی ہے کہ

کَانَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ رَجُلٌ یَقُوْمُ اللَّیْلَ حَتّٰی یُصْبِحَ ثُمَّ یُجَاهِدُ الْعَدُوَّ بِالنَّهَارِ حَتّٰی یُمْسِیَ فَعَمِلَ ذٰلِكَ اَلْفَ شَهْرٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ عَمِلَهَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ۔

(ترجمہ) امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا آدمی تھا جو رات کو عبادت کرتا تھا صبح تک برابر پھر دن کو دشمنانِ دین سے جہاد کرتا شام تک متواتر سو اس نے یہ عمل پورے ہزار مہینہ کیا (یعنی رات بھر عبادت کرتا اور دن بھر جہاد کرتا) اپس اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ نازل فرمائی یعنی

ان ہزار مہینوں سے جن میں اس آدمی نے عبادت وجہاد کیا تھا۔ یہ رات بہتر ہے۔

۳۔ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے بنی اسرائیل کے حالات بیان فرماتے ہوئے دورانِ وعظ میں ایک عبادت گذار خدا ترس بندے حضرت شمعونؒ کا بھی ذکر فرمایا جو عبادت گزاری اور اطاعت شعاری میں ضرب المثل تھے۔ ہزار مہینے تک روزے رکھتے رہے رات بھر خدا کی عبادت اور نماز میں مشغول رہا کرتے دن میں ہتھیار باندھ کر خدا کی راہ میں جہاد کرتے۔ نیک نفس غریب لوگوں کی حمایت میں بدطینت اور شرک وکفر کے باغیوں کی سرکوبی کرتے اور ان کو قتل وغارت کر کے ان کے مال کو غرباء میں تقسیم کرتے۔

جسمانی طاقت اور روحانی قوت کا یہ عالم تھا کہ لوہے کی بھاری بھاری مضبوط زنجیریں نازک نازک دھاگوں (ڈوروں) کی چوڑیوں کی طرح ان کے بدن سے چرمُر کر ہو کر گر جاتی تھیں۔ کفار وفساق جب تنگ آ گئے اور انہوں نے یہ دیکھا کہ شمعون پر کوئی حربہ کارگر نہیں ہو سکتا تو آپ کی بیوی کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی کیونکہ "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" کی بنا پر یقین واثق تھا کہ بیوی ہی ان کو گرفتار کر سکتی ہے، اور اسی کی مدد سے ہم شمعون پر قابو پا سکتے ہیں مشورہ کر کے چند بدمعاشوں نے ان کی بیوی سے جا کر کہا

بیگم، اگر تم اپنے شوہر شمعون کو رات کے وقت غفلت کی نیند سوتے ہوئے مضبوط

رسیوں سے جکڑ کر باندھ دو اور پھر صبح کو ہمارے حوالے کر دو تو اس معاملہ میں تم کو بہت سا مال اور بے شمار دولت دیں گے۔

بیوی نے مال و زر کے لالچ میں آکر اپنے قومی جانباز بہادر اور پکے دیندار شوہر کی کچھ پرواہ نہ کی اور رات کو سوتے ہوئے اسے مضبوط رسیوں سے باندھ دیا صبح کو جب اس کی آنکھ کھلی تو کروٹ کے ایک اشارہ میں تار عنکبوت کی طرح مضبوط رسی کے تمام بند بے سود تھے۔

نیک گمان شوہر کو بیوی سے کچھ بد گمانی تو تھی نہیں محبت بھرے لہجہ میں مخاطب کر کے پوچھا

مَا هٰذِهٖ وَمَنْ شَدَّنِيْ۔

یہ کیا بات ہے اور کس نے مجھ کو باندھا تھا ؟

بدباطن بیوی نے اپنی عقیدتمندی کا ثبوت دیتے ہوئے بات کو ٹال کر نزاکت بھرے الفاظ میں جواب دیا۔

جناب ! بندی تو محض آپ کی قوت کا اندازہ کرنا چاہتی تھی آپ کی بسالت اور شجاعت و جوانمردی زبان زد خلائق ہے اسی بناپر میں آپ کی کرامات اور قوت ایمانیہ بچشم خود دیکھنے کی بے حد مشتاق تھی سو الحمد للہ! آپ ہر طرح سے ایک قابل شوہر اور میرے لیے باعث فخر مرد ثابت ہوئے۔

بیوی کی یہ سحر بیز اور لطف آمیز باتیں سن کر شمعون خاموش ہو گئے اور بات آئی گئی ہوئی۔ مگر بیوی تاک میں لگی رہی کہ جب موقع ملے اپنا کام کرے چند دن کا وقفہ پاکر ان بد قماشوں کی مدد سے لوہے کی زنجیر تیار کرائی اور پھر ایک رات اپنے شوہر کو غافل

سوتے ہوئے پاکر پہلے سے زیادہ مضبوطی کے ساتھ آہنی زنجیروں میں جکڑ دیا۔
مگر خدا کے اس نیک بندے شمعون کے جسم پر لوہے کی زنجیروں کی مضبوط بندش کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور بیدار ہوتے ہی ایک ہی جھٹکے میں تمام سلسلہ درہم برہم کر دیا۔ اور کڑی کڑی ٹوٹ کر الگ جا پڑی۔
بیوی سے مخاطب ہو کر کہا کہ
پیاری بیوی! آج یہ اور نئی بات کیا ہے ؟
بیوی نے پیار و محبت کے لہجہ میں نہایت پُر تکلف الفاظ کے ساتھ پہلے سے زیادہ پُر زور تقریر کرتے ہوئے کہا کہ
بندی ہمیشہ آپ کو رسیوں میں باندھ کر آپ کی قوت آزما چکی تھی اب لوہے کی زنجیروں سے آپ کی طاقت وقوت کا اندازہ کرنا باقی تھا سو آج میں نے اس آزمائش میں بھی آپ کو پورے طور پر کامیاب پایا اور جیسا کہ میں سنتی تھی آپ اس سے بھی بدرجہا بڑھ کر طاقتور اور مضبوط ہیں اب تو ہر طرح سے آپ کی بہادری کا سکہ میرے دل پر جم گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ دنیا کی کوئی ہستی میرے شوہر کو فنا نہیں کر سکتی۔ مگر میرے قابل احترام شوہر! یہ تو بتلایئے کہ آپ کے نزدیک دنیا میں کوئی ایسی چیز بھی ہے جس سے خدانخواستہ اگر آپ باندھ دیئے جائیں تو اس کو آپ توڑ نہ سکیں۔
شمعون نے بیوی کو غمگسار اور اپنا ہمراز سمجھتے ہوئے اسرار الٰہی کا افشا کیا اور فرمایا کہ
اَنَا وَلِیٌّ مِّنْ اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا یَغْلِبُ عَلَیَّ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا اِلَّا شَعْرِیْ ھٰذَا۔

(ترجمہ) میں تو اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے ایک ولی ہوں، دنیا کی کوئی چیز مجھ پر اثر نہیں کر سکتی مگر یہ میرے (سر) کے بال۔

جو مجھے جیسے معلوم ہوتے ہیں اگر ان سے مجھے باندھ دیا جائے تو پھر میں بے بس اور بے قابو ہو سکتا ہوں۔

یہ جواب سن کر بدباطن اور بدطینت بیوی خوشی کے مارے پھولی نہ سماتی تھی۔ موقع کی منتظر رہی، چنانچہ ایک رات آپ کو غافل سویا ہوا پا کر سر کے بالوں سے آپ کو خوب جکڑ دیا۔

جب شمعون کی آنکھ کھلی تو بہت زور لگایا کھلنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ مجبع کو مال و دولت کے لالچ میں اپنے نیکدل شوہر کو بدباطن قوم کے حوالہ کیا اور ظالموں نے آپ کو مذبح لے جا کر ایک ستون سے باندھ دیا پھر آپ کی ناک اور کان کاٹ دیئے اور آنکھیں نکال دیں۔

بدنہاد بیوی اور اس کی قوم کا انجام

اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ بندے اور دوست کی بے عزتی (بے حرمتی) کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا اور نیک شوہر کے ساتھ دغا اور مکاری کرنے والی بیوی پر قہر کی بجلی گرا کر خاکستر کر دیا۔

صحابہ کرام نے شمعون کی تکالیف اور آپ کی عبادت و بندگی اور ہزار مہینے تک جہاد فی سبیل اللہ اور ریاضت و مجاہدہ نفس کی کیفیت اور ثواب کا حال سن کر حضور اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ

یا رسول اللہ! ہم تو کسی طرح شمعون کی عبادت کے اجر و ثواب کو حاصل نہیں کر

رکھتے کیونکہ

اَکْثَرُ اَعْمَارِ اُمَّتِیْ مَا بَیْنَ سَبْعِیْنَ وَسِتِّیْنَ ۔

(ترجمہ: میری اُمّت کی اکثر عمریں ستّر اور ساٹھ کے درمیان ہوں گی)

کی بنا پر ہماری عمر صرف ساٹھ ستّر برس کی ہو سکتی ہے اس میں سے بھی بہت سا حصّہ معاش کی تلاش میں گزر جاتا ہے۔ تہائی عمر سونے میں صرف ہوتی ہے۔ کچھ سستی اور کاہلی اور بیماری و تکلیف میں ضائع ہو جاتا ہے اس لئے ہمارے پاس عبادت کے لیے کافی وقت کہاں جس کے پورے ثواب ملنے کی ہمیں اُمید ہے۔

صحابہ کرامؓ کی یہ حسرت ناک اور یاس انگیز باتیں سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دلگیر اور ملول خاطر ہوئے معاً اللہ تعالیٰ نے آپ کے رنج و ملال کو رفع کرنے کے لیے یہ مبارک سورہ نازل فرمائی اور اس طرح آپ کی تسلی و تشفی فرمائی کہ اگرچہ آپ کی اُمّت کی عمر کم ہے لیکن ہم نے محض اپنے فضل و کرم سے آپ کو اور آپ کی اُمّت کو "لیلۃ القدر" جیسی پُر فیوض و بابرکت رات عطا فرمائی ہے کہ اس رات کی عبادت شمعون کی ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔

۴ ۔ علی بن عروہؓ سے روایت ہے کہ

ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ان چار پیغمبروں کا ذکر فرمایا۔

(۱) حضرت ایوب علیہ السلام (۲) حضرت زکریا علیہ السلام (۳) حضرت حزقیل علیہ السلام (۴) حضرت یوشع علیہ السلام۔

ان پیغمبروں نے اسّی اسّی سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور ایک لمحہ کے لئے بھی

خدائے رحمٰن کی نافرمانی نہیں کی۔

صحابہ کرامؓ کو یہ ذکر سن کر حیرت اور سخت تعجب ہوا اتنے میں حضرت جبریل امین تشریف لائے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ

"اے محمدؐ! آپ کو اور آپ کی اُمت کے لوگوں کو ان مقدس بزرگوں کی اسّی برس کی عبادت و ریاضت اور لمحہ بھر کے لیے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرنے پر تعجب و رشک ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کی اُمت کو اس سے بڑھ کر انعام عطا فرمایا"

پھر حضرت جبریلؑ نے سورہ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ الخ

کی تلاوت فرمائی۔

اور فرمایا

"هٰذَا اَفْضَلُ مِمَّا عَجِبْتَ اَنْتَ وَ اُمَّتُكَ بِهٖ"

(ترجمہ) جس چیز سے آپ کو اور آپ کی اُمت کو تعجب ہوا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ثواب کے لحاظ سے اس سے بدرجہا افضل و بہتر ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت خوش ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے کوتاہی عمر اور قلت عمل کے باوجود اجر و ثواب کے لحاظ سے اس اُمت کو دوسری اُمتوں سے فائق اور افضل ہی رکھا ہے۔ چنانچہ حدیث مندرجہ ذیل میں بطور تمثیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِيْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ فَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَ

النّصارٰی کرجل استعمل عمالا فقال من یعمل لی الی نصف النھار علی قیراط قیراط فعملت الیھود الی نصف النھار علی قیراط قیراط ثم قال من یعمل لی من نصف النھار الی صلوٰۃ العصر علی قیراط قیراط، فعملت النصارٰی من نصف النھار الی صلوٰۃ العصر علی قیراط قیراط ثم قال من یعمل لی من صلوٰۃ العصر الی مغرب الشمس علی قیراطین قیراطین الا فانتم الذین تعملون من صلوٰۃ العصر الی مغرب الشمس علی قیراطین الا لکم الاجر مرتین فغضبت الیھود و النصارٰی فقالوا نحن اکثر عملا و اقل عطاء قال اللہ تعالٰی وھل ظلمتکم من حقکم شیئا قالوا لا قال فانہ فضلی اعطیہ من شئت۔

(ترجمہ) امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے مسلمانو!) تمہاری عمر اور مدت اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں اتنی ہی ہے جتنا کہ سارے دن کے مقابلہ میں عصر کی نماز سے لیکر شام تک (یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے لیکر عصر تک اور مسلمانوں کی عمر کم جیسے عصر سے شام تک) اور تمہاری اور یہود و نصارٰی کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص لوگوں سے مزدوری اور کام کرائے اور کہے کہ کون ہے۔ ایسا آدھے دن تک (یعنی دوپہر تک) میرا کام کرے (میں اتنے وقت کے کام کی اجرت ہر شخص کو) ایک ایک قیراط دوں گا چنانچہ یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس شخص نے کہا کون ہے جو میرا کام دوپہر سے عصر کی نماز تک کرے میں ہر شخص کو ایک ایک قیراط دوں گا چنانچہ

نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس شخص نے کہا کون ہے جو میرا کام نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک کرے میں ہر شخص کو دو دو قیراط دوں گا۔

خبردار ہو! (اے مسلمانو!) کہ تم ہی وہ لوگ ہو جنھوں نے نمازِ عصر سے آفتاب غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کیا ہے۔

خبردار ہو! تمہارا اجر دوگنا ہے (یعنی تمہارے لئے دوہرا اجر و ثواب ہے)

یہود و نصاریٰ کو (اس تقسیم عمل اور معاوضہ سے) غصہ آیا اور انھوں نے (از راہِ شکایت) کہا

ہم نے زیادہ عمل کیا ہے لیکن ہم کو ثواب کم ملا ہے؟

(یعنی ہمیں کام بھی زیادہ دیا گیا اور اجرت بھی تھوڑی دی گئی)

اللہ تعالےٰ نے اُن کو یہ جواب دیا۔

"کیا میں نے تم پر ظلم کیا ہے یا تمہارے حق میں کوئی کمی کی ہے؟"

(یعنی جو اُجرت میں نے مقرر کی تھی اس میں سے کچھ کم اُجرت دی ہے)

یہود و نصاریٰ نے کہا

"نہیں کوئی کمی نہیں کی"

اس پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا

"فَاِنَّهٗ فَضْلِیْ اُعْطِیْهِ مَنْ شِئْتُ"

(ترجمہ) پھر یہ تو میرا فضل ہے میں جس کو چاہوں اس کو دوں۔

یعنی یہود و نصاریٰ کی ہر چند عمریں زیادہ تھیں اور عبادت بہت لیکن اُمّتِ محمدیؐ کو باوجود قلّتِ عمر اور قلّتِ عبادت کے اُن سے دُونا ثواب ہے یہ خدا کا فضل اور انعام

سے اپنے حبیب کی ضعیف اُمت پر۔ سوایسی افضال و انعام خداوندی میں سے شبِ قدر بھی ہے۔

محترم بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ لیلۃ القدر کی کتنی بڑی فضیلت و بزرگی اور کتنا بڑا درجہ و مرتبہ ہے کہ ہزار مہینوں کی رات دن کی عبادت و جہاد سے اس ایک رات کی عبادت افضل و بہتر ہے یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کی اس اُمت پر خاص رحمت و مہربانی ہے کہ اس نے ایک ہی رات کو اتنا بابرکت اور کثیر الخیرات بنا دیا۔ ورنہ آج کل تو عام طور پر لوگوں کی اتنی عمریں بھی نہیں ہوتیں، اس لئے یہ مبارک رات اُمت محمدیہ کے لئے منعم حقیقی کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت اور ایک خاص تحفہ اور ایک بے بہا ہدیہ ہے تاکہ یہ اُمت کسی طرح بھی پہلی اُمتوں سے میدانِ عمل میں پیچھے نہ رہ جائے پھر یہ بھی خیال فرما دیں کہ ایک مسلمان اپنی ساری زندگی میں کتنے ہی رمضان یا قدر کی راتیں پا سکتا ہے بلکہ اگر ساری عمر میں صرف ایک ہی قدر کی رات مل جائے تو بھی دونوں جہان کی دولت ہاتھ آ جائے۔

سورۂ قدر کی تفسیر

اب ہم چاہتے ہیں کہ اس سورۂ مبارکہ کی کچھ تفسیر و توضیح کریں۔

اس سورہ کی پانچ آیتیں ہیں اور پانچوں آیتوں کی تفسیر و توضیح نمبروار درج ذیل ہے۔

قولہٗ عزّ و جلّ

۱۔ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝

(ترجمہ) بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اُتارا ہے۔

یہ شبِ قدر کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی فضیلت و بزرگی ہے اس آیت سے شبِ قدر کی بڑی عظمت و بڑائی اور اہمیت و خصوصیت ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے مقدس و متبرک کلام معجز نظام کے نزول کے لیے اس رات کو مخصوص و منتخب فرمایا۔

خدا تعالیٰ کا آخری پیغام جس میں بنی نوع انسان کی دینی و دنیاوی فلاح و بہبود اور ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بے شمار اوامر و احکام، پند و نصائح مذکور ہیں اور قیامت تک کے تمام لوگوں کی اصلاح و فلاح کے لیے یہ کتاب اس مقدس رات میں نازل ہوئی اسی شرف اور بزرگی کے لحاظ سے اسے "لَیْلَۃُ الْقَدْر" کہتے ہیں یعنی نزولِ قرآن نے اس رات کو قدر و منزلت عطا کی، درحقیقت لیلۃ القدر کے سارے فضائل و خصائص، فیوض و برکات اور خیرات و حسنات نزولِ قرآن کی بدولت ہیں۔

شبِ قدر کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ تسمیہ کے ذیل میں ایک توجیہ یہ بیان ہو چکی ہے کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں مرتبہ والی کتاب مرتبہ والے فرشتے کی زبان پر، مرتبہ والے پیغمبر پر مرتبہ والی امت کے لئے نازل ہوئی۔

علاوہ ازیں یہ اتنی جلیل القدر اور مبارک رات ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسی سورہ میں تین بار اس رات کو "لَیْلَۃُ الْقَدْر" کے محبوب نام اور پیارے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ اور دوسری جگہ سورۂ دخان میں اسی رات کو "لیلۂ مبارکہ" کے دل کش خطاب سے نامزد فرمایا ہے کیونکہ اصح قول کے اعتبار سے لیلۂ مبارکہ سے مراد بھی لیلۃ القدر ہے یہ دونوں نام ایک ہی رات کے دو مختلف صفاتی نام ہیں۔

چنانچہ اللہ عزّ و جلّ فرماتا ہے۔

حٰمٓ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۔ (سورۂ دخان رکوع ۱)

(ترجمہ) قسم ہے اس کتاب واضح کی بے شک ہم نے نازل فرمایا ہے اس (کتاب یعنی قرآن) کو ایک برکت والی رات میں بلا شبہ ہم آگاہ کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں "لیلۂ مبارکہ" سے بھی مراد "لیلۃ القدر" ہے۔

چنانچہ علامہ ابن جریرؒ نے حضرت "قتادہؒ" سے روایت کی ہے کہ

" لیلۂ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے ۔

علامہ ابن جریرؒ نے خود بھی اسی قول کو اختیار فرمایا ہے اور اسی طرح دیگر مفسرین نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے گو بعض کا قول ہے کہ

" لیلۂ مبارکہ سے مراد شعبان کی پندرھویں شب ہے "

مگر وہ قول صحیح نہیں۔

چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ

وَمَنْ قَالَ اِنَّهَا لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ كَمَا رُوِيَ عَنْ عِكْرِمَةَ فَقَدْ اَبْعَدَ النُّجْعَةَ فَاِنَّ نَصَّ الْقُرْاٰنِ اَنَّهَا فِيْ رَمَضَانَ "

(ترجمہ: اور جس نے کہا کہ لیلۃ مبارکہ سے مراد شعبان کی پندرھویں شب ہے جیسا کہ حضرت عکرمہؒ سے روایت ہے تو وہ ٹھیک بات سے دور پڑ گیا کیونکہ نص قرآن تو یہ ہے کہ وہ رات رمضان شریف میں ہے۔

ابن کثیرؒ نے اپنے قول کی تائید کے لئے ان دو آیتوں سے استشہاد کیا ہے ۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ

(ترجمہ) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔

اور

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝

(ترجمہ) بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے۔

اور یہ بات ثابت ہے کہ شب قدر رمضان ہی کے مہینہ میں ہوتی ہے۔

علمائے محدثین میں سے امام نووی "شرح صحیح مسلم" میں لکھتے ہیں کہ

"لیلۂ مبارکہ سے شعبان کی پندرھویں شب مراد لینا غلطی ہے صحیح بات یہی ہے اور علمائے کرام اسی کے قائل ہیں کہ

"لیلۂ مبارکہ سے مراد شب قدر کی رات ہے"

شب قدر میں نزول قرآن

شب قدر میں قرآن مجید نازل ہونے کے بارہ میں اکثر لوگوں کو یہ مغالطہ ہو رہا ہے کہ

"قرآن مجید کا نزول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شب قدر میں ہوا"

سو یہ بات صحیح نہیں اور اسجگہ نزول قرآن سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ

"قرآن مجید کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی رات میں ہوا"

بلکہ اسجگہ اس سے مراد یہ ہے کہ

"قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر شب قدر میں نازل ہوا"

کیونکہ یہ بات تمام مورخین اسلام اور علمائے مفسرین اور محدثین کے

اتفاق سے ثابت ہے کہ

"قرآن مجید یکبارگی نہیں آیا بلکہ ۲۳ برس کے طویل عرصہ میں وقتاً فوقتاً

تھوڑا تھوڑا حسبِ محل و موقع نازل ہوا ہے"

چنانچہ سب سے اول سورۂ علق کی یہ پہلی پانچ آیتیں اتریں :-

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْإِنسَانَ

مِنْ عَلَقٍ ۚ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۙ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ

عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (سورہ علق پارہ ۳۰)

(ترجمہ) پڑھ اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے (تمام مخلوق) پیدا کی، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اور آپ کا پروردگار بڑا اکرم کرنیوالا ہے۔ جس نے (لکھنے پڑھنے کو) قلم سے تعلیم دی، اور انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا"

جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں غارِ حرا کے اندر معتکف تھے۔ پھر یہ بات کیونکر صحیح تسلیم کی جاسکتی ہے کہ

"قرآن مجید کا نزول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لیلۃ القدر میں ہوا"

اس مغالطے کا صحیح اور تشفی بخش جواب غور و توجہ سے سننے کے قابل ہے۔

برادرانِ اسلام! قرآن مجید کو دوسری آسمانی کتابوں پر کئی اعتبار سے فوقیت و برتری، رفعت و بلندی، فضیلت و بزرگی اور عظمت و بڑائی حاصل ہے۔ منجملہ دیگر فضائل و خصائص کے اس کو یہ فضیلت و خصوصیت بھی حاصل ہے کہ

دوسری آسمانی کتابیں تو یکبارگی پوری کی پوری ایک ہی مرتبہ نازل ہوئیں، مگر قرآن مجید کا نزول ان کی طرح ایک ہی مرتبہ نہیں ہوا بلکہ وہ دو مرتبہ نازل ہوا۔

ایک - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت (نبوت) سے پہلے رمضان شریف کے مہینہ میں لیلۃ القدر کی رات میں پورا کا پورا قرآن مجید ایک ہی مرتبہ لوح محفوظ سے نقل ہو کر آسمان دنیا پر اترا اور بیت العزت نامی ایک مقام پر جو آسمان دنیا میں ایک مخصوص جگہ اور بزرگ مقام ہے۔ بحفاظت تمام رکھدیا گیا۔ چنانچہ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (سورہ بقرہ رکوع ۲۳)

(ترجمہ) ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (سورہ قدر)

(ترجمہ) بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے۔

دونوں جگہ یہی مراد ہے کہ قرآن مجید کا نزول ایک ہی مرتبہ ہوا۔ کیونکہ ان دونوں آیتوں میں

اُنْزِلَ (اتارا گیا)

اور

"اَنْزَلْنَا" (ہم نے اتارا)

کے الفاظ آئے ہیں جو

اِنْزَالٌ (اتارنا)

سے مشتق ہیں اور عربی زبان میں "اِنْزَالٌ" کہتے ہیں "ایک بار نازل کرنیکو"

پس رمضان شریف کے مہینے میں لیلۃ القدر کی رات کو جو کہ رمضان ہی کے مہینے میں آتی ہے، قرآن مجید سارا کا سارا ایک ہی مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اترا۔

دوم جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کی خلعت عطا ہوئی تو پھر "بیت العزت" سے حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور کے پاس حسب ضرورت و موقع وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا قرآن مجید لاتے رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر آیت کو اس کے اصلی موقع پر جمع کراتے رہے اور ۲۳ برس کے عرصہ میں تمام قرآن مجید مکمل طور پر نازل کیا گیا۔ مگر اس کی ابتداء بھی اس مقدس مہینے یعنی رمضان شریف میں ہوئی جبکہ حضور غارِ حرا میں خلوت نشین تھے اور سب سے پہلے سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیتیں

اِقْرَاْ سے مَا لَمْ يَعْلَمْ۔

تک اتریں چنانچہ اس نزول کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ

وَنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا۔ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۲)

ترجمہ۔ اور ہم نے اس (قرآن) کو نازل کیا تھوڑا تھوڑا۔

اس آیت سے یہی مراد ہے کیونکہ اس میں

تَنْزِيْلٌ (اُتارنا)

کا لفظ آیا ہے اور تنزیل ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کہتے ہیں۔ پس تنزیل ۲۳ برس میں ہوئی اور ابتدائے تنزیل بھی ماہ رمضان کی ۱۷ تاریخ کو ہوئی۔

پس شب قدر کی سب سے بڑی فضیلت و بزرگی یہی ہے کہ اس میں قرآن مجید جیسی مقدس و متبرک اور بے مثل و لاجواب کتاب نازل ہوئی۔

قولہ عزّ و جلّ

۲۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝

(ترجمہ) اور آپ کو کیا معلوم کہ کیا ہے شب قدر ؟

یہ شب قدر کی دوسری فضیلت و بزرگی ہے اللہ تعالیٰ اس کی عظمت و رفعت شان ظاہر کرنے کے لئے حضورؐ سے خطاب فرما رہے ہے کہ آپ کو کچھ معلوم ہے آپ جانتے ہیں کہ شب قدر کیا چیز ہے ؟

حضور انورؐ کو خطاب کرکے اُمت کو لیلۃ القدر کی قدردانی کے لئے متنبّہ فرمایا تاکہ بندوں کو شوق و ذوق زیادہ ہو جائے اور وہ غور و توجّہ سے سُن لیں کہ شب قدر کیسی بزرگ و مبارک اور مقدّس و متبرّک رات ہے ۔

پھر آگے اس کی شرافت و بزرگی اور تقدّس و تبرّک کا بیان ان جانفزا اور پُرسرور الفاظ میں ہو رہا ہے ۔

قولہ عزّ وجلّ

۳- لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝

(ترجمہ) شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے ۔

یہ شب قدر کی تیسری فضیلت و بزرگی ہے ، اس رات کی جلالت شان کا یہ حال ہے کہ یہ ایک رات ہزار مہینوں سے افضل و بہتر اور اعظم و برتر ہے ذرا خیال تو فرمائیں کہ ہزار مہینوں کی تیس ہزار راتیں اور دن ہوتے ہیں اور ان کے مجموعہ سے تراسی ۸۳ برس اور چار مہینے بنتے ہیں جو تقریباً ایک صدی بن جاتی ہے ۔

سُبحان اللہ ! کہاں پوری ایک صدی کا طول طویل زمانہ اور لمبی مدّت اور کہاں چند گھنٹوں کی ایک چھوٹی سی رات اور اس کی اتنی بڑی فضیلت و بزرگی اور عظمت و بڑائی ۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اس رات کی اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت و بزرگی ہو سکتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ اس کی بھی خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ ہے
اللہ اللہ! یہ وقار و سطوتِ ماہِ صیام

غنیۃ الطالبین میں شبِ قدر کے فضائل کے بیان میں لکھا ہے کہ

"کہتے ہیں کہ صحابہؓ کو اس آیت سے جتنی خوشی ہوئی اتنی خوشی کسی چیز سے نہیں ہوئی"

اِس آیت کا مطلب یہ ہے کہ

جو کوئی اس رات میں عبادت کرے تو اس رات کی عبادت کا اس قدر ثواب ہے کہ اس رات کے علاوہ اور ایّام میں ہزار مہینے کی عبادت کرنے سے بھی اس قدر ثواب میسّر نہیں ہو سکتا جتنا ثواب کہ اس ایک رات کی عبادت کرنے میں مل جاتا ہے۔

تفسیر خازن میں اس آیت کی تفسیر یوں لکھی ہے کہ

قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ مَعْنَاهُ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنَ الْعَمَلِ فِيْ اَلْفِ شَهْرٍ لَيْسَ فِيْهَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَاِنَّمَا كَانَ كَذٰلِكَ لِمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهَا مِنَ الْمَنَافِعِ وَالْاَرْزَاقِ وَ اَنْوَاعِ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ ۔

(ترجمہ) علمائے مفسّرینؒ نے کہا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ شبِ قدر میں نیک عمل کرنا ۔ ان ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے جن میں شبِ قدر نہ ہو اور یہ اسی طرح (درست) ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں بے شمار منفعتوں اور روزیوں اور طرح طرح اور قسم قسم کے خیر و برکت کا ارادہ فرماتا ہے۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ

شب قدر بہتر ست از ہزار ماہ کہ درین ہزار ماہ ہمہ روز روزہ دارد وشب را بیدار دارد ونماز گزارد۔

(ترجمہ) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے کہ ان ہزار مہینوں میں تمام دن روزہ رکھے اور رات بھر جاگے نماز پڑھتا رہے۔

چونکہ اس اُمت کی عمریں بہ نسبت پہلی اُمتوں کی عمروں کے چھوٹی ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالٰی نے اپنے فضل وکرم اور عنایت ومہربانی سے اس اُمت کے لیے ایک ایسی مبارک رات عطا فرمائی جس میں عبادت کرنے کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی زیادہ ہے۔

اللہ تعالٰی کی رحمت ومہربانی اور کرم نوازی وبندہ پروری کے قربان جائیے کہ اس نے اپنے پیارے حبیبؐ کے طفیل اور پیاری کتاب کے نزول کے صدقے میں اُمت مرحومہ کو رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ایک ایسی مبارک وبزرگ رات عطا فرمائی جو اپنی پر انوار اور پرکیف ساعتوں کے باعث ہزار ماہ یعنی تیس ہزار راتوں اور دنوں سے بہتر ہے یہ اس اُمت پر اللہ رب العزت کا ایک خاص احسان ہے۔ اصحاب کرامؓ یہ سن کر کہ پہلی اُمتوں کی عمریں بہت طویل اور دراز ہوتی تھیں دل برداشتہ اور کبیدہ خاطر ہوئے انہیں اس بات کی حسرت وتمنا ہوئی کہ کاش وہ بھی ان جیسی لمبی اور طویل عمریں پاتے کہ ان سے عبادت میں بازی لے جاتے چونکہ صحابہ کرامؓ عشق خداوندی اور جذبہ

عبادت کی وجہ سے اس درجہ سرشار تھے کہ انہیں یہ بات گوارا ہی نہ تھی کہ امم سابقہ کے افراد عبادت میں ان سے سبقت لے جائیں اور جب وہ بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوں تو کسی دوسری اُمّت کے نامۂ اعمال میں نیکیاں ان سے زیادہ ہوں چنانچہ انہوں نے بارگاہِ نبویؐ میں درخواست کی یا رسول اللہ ! ہماری عمروں کی انتہا ساٹھ یا ستّر برس ہے اور اس میں سے بھی ایک تہائی حصّہ سونے میں گذر جاتا ہے کچھ معاش اور روزی کی تلاش میں صرف ہو جاتا ہے کچھ بیماری اور تساہل و تکاسل اور آرام و راحت کی نذر ہو جاتا ہے ۔ کچھ حوائج ضروریہ میں خرچ ہو جاتا ہے۔ پھر عبادت میں ہم کیونکر اور کس طرح پہلی اُمتوں کے افراد کے برابر ہو سکیں گے جن کی عبادت ہی ہزار ہزار ماہ کی ہے ۔ حضورؐ بھی یہ الفاظ سُن کر دلگیر و مغموم ہوئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ اور آپؐ کی اُمّت کا رنج دُور کرنے کے لئے سورۂ قدر نازل فرمائی اور فرمایا کہ اگرچہ آپؐ کی اُمّت کی عمریں چھوٹی ہیں لیکن ہم نے اپنی خاص مہربانی سے ان کو ایک ایسی جلیل القدر اور عظیم الشان رات عطا فرمائی کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بدرجہا بہتر ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے لیلۃ القدر کے بارے میں ایک خاص مضمون لکھا ہے جو ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے ۔

عالمِ تقدیر خاموش نہیں ہے وہ ایک امام ناطق ہے، اس نے مجموعی طور پر تمام عالم کی قسمت کا فیصلہ ازل میں کر دیا تھا لیکن اشخاص و اقوام کی تقدیر کا فیصلہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔

کارکنانِ قضاو قدر بہت سی قوموں کا فیصلہ کر چکے تھے مگر ایک بادیہ نشین قوم پہاڑوں کے دامن میں دبی پڑی تھی - انہی پہاڑوں کی غار سے آتشیں شریعت کا ایک شرارہ اُٹھا اور دفعتہً خرمن جہل و ضلالت پر برق خاطف بن کر گرا۔اس مُردہ قوم کی سوئی ہوئی تقدیر نے مدّت کے بعد ایک خاص رات میں کروٹ بدلی۔ اس لیے اس رات کو لیلۃ القدر کہا گیا کیونکہ اسی رات میں اس کے نامۂ اعمال کو قرآن کریم کے ذریعے سے معین و مقرر کر دیا تھا۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

(ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل کیا)

لیلۃ القدر کیا ہے ؟ بعض نے اسے شرف و فضل والی رات کہا ہے اور بعض کے نزدیک یہ تقدیر و تدبیر کی رات ہے اور یہ زیادہ مناسب معنی ہیں۔

مذہب کی پاک رُوح فردہ ہو چکی تھی لیکن اس رات میں اعادہ معدوم اور حیات بعد الممات ہوا۔ وہ کتم عدم سے عالم شہود میں آ اترے۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ (اس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے اُترتے ہیں)

فرشتے اور رُوح اس رات میں اُترتے ہیں۔ مگر بتدریج پورے ایک مہینے میں اترتے ہیں۔ کیونکہ دنیا کا دامن دفعتہً ان برکات و فضائل کو سمیٹنے کی وسعت نہیں رکھتا لیکن یہ ملائکہ کیا ہیں ؟ اور اس رُوح کی حقیقت کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے خود اسی آیت میں اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے ۔ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ (یعنی وہ ملائکہ اور روح امن اور سلامتی ہیں۔ جو دنیا کو یکسر امنیت و سلامتی کی برکتوں سے معمور کر دیتے ہیں۔

یہ سکون یہ سلامتی، یہ امنِ عالم جو ہم پر آسمان سے اترا صرف عرب کے لئے مخصوص نہ

نہ تھا۔ بلکہ وہ مشرق و مغرب دونوں کو محیط ہے۔ ہمارا آفتاب اگرچہ مغرب سے طلوع ہوا تھا جو ہمارا قبلۂ ایمان ہے لیکن اس کی شعاعوں نے مشرق کے افق کو بھی روشن کر دیا۔ جہاں سے دنیا کا سورج نکلتا ہے اور جہاں سے صبح کا ستارا طلوع ہوتا ہے۔ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (وہ امن و امان کا پیغام صبح کے طلوع ہونے کی جگہ تک یعنی مشرق تک پہنچ جائے گا۔

دنیا نے اس وعدے کی صداقت کو دیکھ لیا۔ جب خدا کے پاک فرشتے یعنی قرآن نے مشرق و مغرب دونوں کو اپنے پروں کے نیچے چھپا لیا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ۔

امن عام کا یہ پیغام کیا ہے؟ اور کیونکر مشرق و مغرب میں پہنچایا جائے گا۔ قرآن حکیم نے دوسری آیت کے ذریعے اس نکتہ کو حل کر دیا ہے۔

چنانچہ سورۂ دخان میں فرمایا کہ

(ترجمہ) ہم نے قرآن کو ایک مبارک رات میں اتارا۔ کیونکہ ہم دنیا کو اس کی ضلالت کے نتائج سے ڈرانے والے تھے۔ تمام انتظامات الٰہیہ جو حکمت و مصلحت عالم پر مبنی ہیں اسی رات میں طے پاتے ہیں۔ ازاں جملہ قرآن کا نزول جو اسی رات میں شروع ہوا نیز ہمیں اپنا رسول بھیجنا مقصود تھا جس کا ظہور اللہ کی رحمت کا نزول ہے۔

اب ان دونوں سورتوں کے تطابق و تشاکل پر غور کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر میں فرمایا کہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

ترجمہ (بے شک ہم نے قرآن کو ایک مبارک رات میں اتارا ہے)

اور سورۂ دخان میں فرمایا کہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ۔

(ترجمہ) یقیناً ہم نے قرآن کو ایک مبارک رات میں اتارا۔ اس لئے یہ دونوں راتیں ایک

ہی ہیں۔ وہاں فرمایا تھا کہ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ (اس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے ہر امرِ خیر کو لے کر اُترتے ہیں) اور یہاں فرمایا کہ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا (تمام کام جو مصلحت و حکمتِ عالم پر مبنی ہیں ہمارے خاص حکم سے انجام پاتے ہیں) اس بنا پر یہ امرِ سلام اور امرِ حکیم جن کی تنزیل و تقسیم لیلۃ القدر میں خدا کے حکم سے کی گئی ہے دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ خود وہ "امرِ سلام اور امرِ حکیم" کیا چیز ہے۔ دوسری آیتوں نے اس کی بھی تفسیر کر دی ہے۔ چنانچہ فرمایا الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ .... عِنْدَ رَبِّهِمْ (یہ قرآن حکیم کی آیتیں ہیں۔ پھر کیا لوگوں کو تعجب ہے کہ ہم نے انہی میں سے ایک آدمی پر وحی کی تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے اور مومنوں کو اس بات کا مژدہ سنائے کہ خدا کے تخت کے نیچے ان کا قدم جم گیا ہے، اس لیے یہ "امرِ حکیم" اور یہ "امرِ سلام" خود قرآن کریم ہے جو لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر میں قرآن حکیم کی چند خصوصیات کا اجمالی ذکر فرمایا تھا۔ لیکن اس آیت میں وہ خصوصیتیں بیان فرمائی ہیں۔ سورۂ قدر میں فرمایا تھا کہ وہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ تک پھیل جائے گا۔ یہ نہایت مجمل طرزِ خطاب تھا۔ سورہ دخان میں اس کی تفسیر بھی کر دی یعنی فرمایا کہ قرآن کی آیتیں ہمارے حکم سے ایک پیغمبر پر تقسیم کی جاتی ہیں تاکہ وہ دنیا کے سامنے ان آیتوں کو لے جائے اور ہر شخص کے آگے اس خوانِ کرم کو بچھا دے جس سے ہر شخص اپنا اپنا حصہ لے لے۔ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لیکن دنیا غفلت کی نیند میں سو رہی تھی۔ اس نے اپنی چادرِ غیب سے پہلے

اس ہاتھ کو نکالا جس میں تجلی کا تازیانہ تھا۔ یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ
(اے چادر اوڑھنے والے اٹھ اور ڈرا) پہلے اس کو گرجنے اور تڑپنے کی ضرورت تھی
اس لیے وہ گرجا، چمکا، تڑپا۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ۔

لیکن درحقیقت اس کا یہ وصف عارضی تھا ورنہ رفق و ملاطفت اس کا مایۂ خمیر اور عنصر حقیقی ہے جیسا کہ فرمایا (ترجمہ) جس کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق ہیں کہ اس لیے وہ روئی کے گالے سے بھی زیادہ نرم و سفید بادل کا ایک ٹکڑا تھا۔ جو آب شیریں کا خزانہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اگرچہ ابتدا میں تجلی کی کڑک اس کا مظہر وجود ہوئی۔ یہ انذار و وعید، یہ قہر و غضب اسی قوم کی شامت اعمال کا نتیجہ تھی ورنہ پیغمبر امی خدا کی طرف سے صرف بشارت رحمت اور لطف و کرم کا مجسمہ بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ (ہمیں رسول بھیجنا مقصود تھا۔ جس کا ظہور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہے)

لیکن خدا کی یہ رحمت صرف عرب کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ اس ابر کرم نے تمام مشرق و مغرب کو جل تھل کر دیا تھا۔ چنانچہ دوسری جگہ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ کی تفسیر کر دی گئی۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (ہم نے تجھ کو تمام دنیا کے لئے صرف رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا)

لیلۃ القدر کو تمام راتوں پر صرف اسی لئے فضیلت نہیں ہے کہ اس میں عبادت کا ثواب تمام راتوں سے زیادہ ملتا ہے بلکہ اس بنا پر بھی کہ اس میں ہم کو ایک کتاب دی گئی اور ہم کو مشرق و مغرب میں اس کی منادی کرنے کا حکم دیا گیا۔ بادشاہوں کی

منادی طبل و علم کے ساتھ کی جاتی ہے لیکن خدا کی منادی تہلیل و تکبیر کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ رمضان کے بعد عید کا حکم اسی لئے دیا گیا تاکہ تہلیل و تکبیر کی مقدس صداؤں میں اسلام کے جاہ و جلال، نفوذ و قوت اور وسعت دائرہ کا سماں دنیا کو نظر آ جائے۔

پھر آہ! تمہاری غفلت کیسی شدید اور تمہاری گمراہی کیسی ماتم انگیز ہے کہ تم لیلۃ القدر کو ڈھونڈھتے ہو پر اس کو نہیں ڈھونڈھتے جو لیلۃ القدر میں آیا اور جس کے ورود سے اس رات کی قدر و منزلت بڑھی اگر تم اسے پالو تو تمہارے لئے ہر رات لیلۃ القدر ہے۔

ع ہر شب، شب قدر است اگر قدر بدانی

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس امت پر اور بے شمار انعامات و اکرامات کئے ہیں۔ اسی طرح اس امت پر سب سے بڑھ کر یہ تین عظیم الشان انعامات و احسانات کئے ہیں۔

ایک ایسی امت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا جلیل القدر پیغمبر عطا فرمایا۔

دوم۔ قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب اور زندہ جاوید معجزہ مرحمت فرمایا۔

سوم لیلۃ القدر جیسی مقدس و بزرگ رات کی نعمت عظمیٰ سے اس امت کو سرفراز فرمایا۔

قولہ عزّ و جلّ :-

۴۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ

(ترجمہ) اُترتے ہیں فرشتے اور روح القدس (یعنی جبرئیل امین) اس رات میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کے واسطے۔

یہ شب قدر کی چوتھی فضیلت و بزرگی ہے کہ اس مبارک رات میں فرشتوں میں سب سے زیادہ مقرب فرشتہ حضرت جبریل علیہ السلام بہت سے دوسرے فرشتوں کے ساتھ، اپنے مخصوص مقام سدرۃ المنتہیٰ سے اتر کر زمین پر تشریف لاتے ہیں اور پھر اس بندہ کیلئے جس کو عبادت الٰہی یا ذکر میں پاتے ہیں دعا کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں۔

فرشتے اور روح

شب قدر میں ملائکہ اور روح کے نزول کی کیفیت۔

اس رات میں اترتے ہیں مگر سب کے سب یکبارگی نہیں بلکہ گروہ گروہ اور فوج فوج ہو کر اترتے ہیں کیونکہ دنیا کا دامن دفعتہً ان فیوض و برکات کو سمیٹنے کی وسعت نہیں رکھتا۔

آیت میں تَنَزَّلُ دراصل تَتَنَزَّلُ ہے مصدر تَفَعُّلٌ سے اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ فرشتے یکبارگی نہیں اترتے بلکہ جماعت جماعت اور گروہ گروہ ہو کر اترتے ہیں۔

شب قدر میں نزول ملائکہ

امام ابو داؤدؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر میں فرشتے زمین پر کنکروں کے شمار سے زیادہ ہوتے ہیں۔

شب قدر میں جبریل امین کا فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نزول کی تفصیل

اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ كَبْكَبَةٍ

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلٰٓئِكَتَهٗ ....

(ترجمہ) امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اُترتے ہیں اور ہر اس بندہ کے لئے دعا کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے اللہ عزوجل کا ذکر کر رہا ہو (یعنی کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو) پھر جس وقت ان کی عید کا دن ہوتا ہے تو ان آدمیوں کے سبب (جو رمضان اور لیلۃ القدر میں اللہ کو یاد کرنے والے ہوں) اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے روبرو فخر کرتا ہے پھر فرماتا ہے اے میرے فرشتو اس مزدور کی کیا اُجرت ہے جس نے اپنا کام پورا کر دیا ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کی اجرت پوری ادا کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو میرے غلاموں اور لونڈیوں نے وہ فرض پورا کر دیا ہے جو میری طرف سے ان پر تھا پھر وہ گھروں سے دعا کے لئے میری طرف نکلے ہیں اور مجھے اپنی عزت و عظمت اور اپنی سخاوت اور اپنی شان کی بلندی اور اپنے مقام کی بلندی کی قسم میں ضرور ضرور ان کی دعا قبول کروں گا پھر فرماتا ہے کہ (اے میرے بندو اور لونڈیو اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔ آپ نے فرمایا! پھر لوگ لوٹ کر آتے ہیں اس حال میں کہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں۔

ترغیب منذری میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

ہے کہ جب شب قدر ہوتی ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جبریلؑ گروہِ ملائکہ کے ساتھ زمین پر جائیں تو وہ ملائکہ کی جماعت لے کر ایک سبز علم کے ساتھ اترتے ہیں اور کعبہ کی چھت پر وہ سبز علم نصب کر دیتے ہیں (پھر فرشتے زمین میں پھیل جاتے ہیں) حضرت جبرئیلؑ کے سو بازو ہیں ان میں سے دو بازو کبھی نہیں کھلتے مگر شب قدر میں یہ دونوں بازو مغرب و مشرق سے تجاوز کر جاتے ہیں پھر جبرئیلؑ فرشتوں کو ترغیب دلاتے ہیں کہ ہر کھڑے بیٹھے نمازی ذکر کرنے والے کو سلام و مصافحہ کریں اور وہ جو دعا مانگتے ہیں اس پر آمین کہیں۔ پھر فرشتے ہر اس مسلمان کو جو جاگتا ہو کھڑا ہو یا بیٹھا نماز پڑھتا ہو یا ذکر کرتا ہو سلام کرتے ہیں (ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں) صبح ہونے تک) پھر صبح کو حضرت جبرئیلؑ پکارتے ہیں کہ

یَا مَعْشَرَ الْمَلَائِکَةِ الرَّحِیْلُ الرَّحِیْلُ۔

(ترجمہ) اے فرشتو! چلو وہ عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدی کے ایماندار بندوں کی حاجات کی نسبت کیا حکم فرمایا؟ وہ کہتا ہے (اللہ تعالیٰ نے ان پر رحمت کی) نظر کی اور سب کے گناہ بخش دیے مگر چار قسم کے آدمیوں کے گناہ نہیں بخشے۔

۱۔ ہمیشہ شراب پینے والا۔

۲۔ والدین کا نافرمان۔

۳۔ رشتہ توڑنے والا۔

۴۔ کسی کو ناحق مار ڈالنے والا۔

حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ امام ابو محمد ابن حاتمؒ

نے اس سورہ کی تفسیر میں حضرت کعبؓ سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر جنت کے قریب دنیا اور آخرت کے وسط میں ہے۔ اس کی بلندی جنت میں اور ریشے اور ٹہنیاں کرسی کے تلے ہیں اس میں اتنے فرشتے ہیں جن کی گنتی اللہ ہی جانے اس درخت کے وسط میں جبریلِ امین کا مقام ہے اللہ تعالیٰ جبرئیلؑ کو پکارتا ہے کہ ہر رات کچھ فرشتوں کے ساتھ آئیں اور یہ سب رحمت کے فرشتے ہیں پھر شب قدر میں آفتاب ڈوبتے ہی جبرئیلؑ کے ساتھ وہ (سارے) فرشتے اترتے ہیں اور کوئی جگہ ایسی نہیں رہ جاتی جہاں ایک فرشتہ سجدہ میں یا کھڑا نہ ہو مگر کنیسہ اور بیعہ (یہود و نصاریٰ کا عبادتخانہ) اور آتش خانہ اور شراب خانہ اور مقام نجاست میں نہیں جاتے۔ اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کے حق میں دعا کرتے ہیں اور جبرئیلؑ سب سے مصافحہ کرتا ہے اور یہ صبح تک رہتا ہے۔ (جبرئیلؑ کے مصافحہ کی علامت یہ ہے کہ دل نرم اور رقیق ہو اور بال کھڑے ہو جائیں)۔

پھر جبرئیلؑ آسمان پر چڑھتا ہے اور مطلع شمس کے سامنے دونوں بازو کھول کر ٹھہرتا ہے اس لئے اس دن سورج مدہم بے نور نظر آتا ہے پھر ایک ایک فرشتے کو بلاتا ہے۔ فرشتوں کے انوار اور جبرئیلؑ کے بازوؤں کا نور اکٹھا ہو جاتے ہیں۔ آفتاب کم نور رہتا ہے پھر جبرئیلؑ اور فرشتے اس شخص کے لئے رحمت کی دعا اور استغفار کیا کرتے ہیں جس نے ثواب کی نیت سے روزے رکھے یا جس نے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے سال آئندہ کا رمضان دکھلائے۔

پھر شام کے وقت پہلے آسمان پر جاتے ہیں اور بیٹھتے ہیں اور آسمان کے فرشتے

ان کے پاس جمع ہوتے ہیں اور وہ ایک ایک مرد و عورت کا حال پوچھتے ہیں، یہ فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ فلاں جو بڑا عبادت گذار تھا اس سال بدعتی ہو گیا۔ (تو اس کے لئے دعا کرنا موقوف کردیتے ہیں) اور فلاں جو بدعتی تھا (بس وہ عبادت گذار ہو گیا) تو اس کے لئے دعائے استغفار کرنے لگتے ہیں)۔

پھر دوسرے دن دوسرے آسمان پر جاتے ہیں اور وہاں بھی یہی واقعہ پیش آتا ہے۔ پھر اسی طرح ایک ایک آسمان پر ایک رات دن ٹھہر کر سدرۃ المنتہیٰ پر جاتے ہیں اب سدرۃ المنتہیٰ ان سے کہتا ہے کہ مجھ سے آدمیوں کا حال بیان کرو اور ایک ایک کا نام بتاؤ اس لئے کہ میرا تم پر حق ہے اور میں بھی اس شخص کو دوست رکھتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پھر یہ فرشتے ہر مرد اور عورت کا مع نام ونشان کے بیان کرتے ہیں۔ پھر سدرہ سے یہ خبر جنت کو پہنچتی ہے اور جنت کہتی ہے اے اللہ! فلاں فلاں پر رحم فرما اے اللہ! انہیں تو جلد (جنت میں) داخل کر دے۔

پھر جب جبرئیلؑ اپنے مقام پر پہنچتا ہے تو حضرت رب العباد جبرئیلؑ کے دل میں ڈالتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو سجدہ میں پایا تو اسے بخشش دے تو اس کی مغفرت فرمائی جاتی ہے پھر جبرئیل تمام حاملانِ عرش (عرش کے اُٹھانے والے فرشتے) کو یہ بشارت سناتا ہے تو وہ کہتے ہیں اللہ فلاں پر رحم کرے پھر جبرئیلؑ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتا ہے اے اللہ! میں نے فلاں کو اس سال فلاں بدعت اور خلافت پر پایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے جبرئیلؑ! اگر وہ مرنے سے تین ساعت پہلے توبہ کرلیگا

ڈ ہیں اسے بخش دوں گا۔ جبریل عرض کرتا ہے کہ

لَكَ الْحَمْدُ اِلٰهِیْ اَنْتَ اَرْحَمُ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِكَ
وَاَنْتَ اَرْحَمُ بِعِبَادِكَ مِنْ عِبَادِكَ بِاَنْفُسِهِمْ +

(ترجمہ) تیرے ہی واسطے سب تعریف ہے اسے میرے معبود! تو اپنی تمام مخلوق سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور تو اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے کہ وہ خود اپنی جانوں پر رحم کرنے والے ہوں) پھر عرش اور اس کے ارد گرد اور حجابات اور تمام آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب لرز جاتے ہیں اور وجد و ذوق کی حالت میں عرض کرتے کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحِیْمِ۔

(ترجمہ) تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو نہایت رحم کرنے والا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے غنیتہ الطالبین میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ۔

"جب شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ تخت جلال پر بیٹھ کر حضرت جبریل امین کو حکم دیتا ہے کہ وہ زمین پر اتریں اور حمدل فرشتوں کو ساتھ لے کر ہمارے گنہگار بندوں کی زیارت کریں

پس حضرت جبریل امین اور ان کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ کے ستر ہزار فرشتے نورانی علم لیئے ہوئے زمین پر اترتے ہیں اور زمین پر اتر کر چار مقدس، بابرکت، مقامات کو اپنا مرکز بنا کر وہاں اپنے جھنڈے نصب کر دیتے ہیں وہ مقدس و بابرکت

مقامات یہ ہیں۔

۱۔ مکہ معظمہ۔

۲۔ مزار پر انوار جناب سیدالابرار صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ)

۳۔ مسجد بیت المقدس۔

۴۔ مسجد طور سینا۔

پھر حضرت جبریلؑ اپنے ماتحت فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ دنیا (کے پردوں) پر پھیل جاؤ فرشتے یہ حکم سنتے ہی روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں اور دنیا میں کوئی گھر، کوئی کمرہ کوئی کوٹھڑی یا کوئی کشتی (جہاز وغیرہ) ایسی نہیں بچتی کہ جس میں کوئی مومن مرد یا مومنہ عورت ہو اور یہ اس میں داخل نہ ہوں۔

مگر یہ فرشتے پانچ مقامات میں نہیں جاتے۔

اول۔ جس گھر میں کتا ہو۔

دوم۔ جس میں سوّر ہو۔

سوم۔ جس گھر میں شراب ہو۔

چہارم۔ جس گھر میں ہمارا مکان جنبی (ناپاک زانی) ہو۔

پنجم۔ جس گھر میں تصاویر ہوں۔

یہ فرشتے مومنوں کے گھروں میں جاکر اللہ کی تسبیح، تقدیس اور تہلیل کرتے ہیں اور امت محمدیہ کے لئے استغفار میں مشغول ہو جاتے ہیں جب فجر کا وقت ہوتا ہے تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ آسمان دنیا کے فرشتے ان کا استقبال

کرتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ

تم (آج کی رات) کہاں سے آرہے ہو؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ

ہم دنیا سے آرہے ہیں کیونکہ آج کی رات اُمّتِ محمدیہؐ کے لیئے شب قدر تھی۔

پھر آسمانِ دنیا کے فرشتے سوال کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے ان کی حاجتوں کی بابت کیا حکم فرمایا ہے؟

"حضرت جبرئیلؑ فرماتے ہیں کہ نیک کام کرنے والوں کی مغفرت فرمائی اور بُرے لوگوں کے حق میں نیکوں کی شفاعت قبول فرمائی"

یہ سن کر آسمانِ دنیا کے فرشتوں کی آوازیں تسبیح و تقدیس اور اللہ تعالیٰ کی تعریف میں بلند ہوتی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو اس اُمّت کو مغفرت اور خوشنودی سے سرفراز فرمایا ہے اس کا شکریہ ادا کریں۔

پھر آسمانِ دنیا کے فرشتے جانے والے فرشتوں کو رخصت کرنے کے لیئے دوسرے آسمان تک جاتے ہیں اور یہ ہی گفتگو اور طریقہ اوّل آسمان سے لیکر ساتویں آسمان تک ہر آسمان پہ جاری رہتا ہے۔

پھر حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ

"اے آسمان والو! (اپنے اپنے مقامات پر) لوٹ جاؤ"

یہ سن کر ہر آسمان کے فرشتے اپنی اپنی جگہ واپس آجاتے ہیں اور سدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والے سدرہ کو لوٹ جاتے ہیں۔

سدرہ پہ رہنے والے (دوسرے فرشتے) ان آنے والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ

" تم آج رات) کہاں تھے ؟"

آنے والے فرشتے ان فرشتوں کو وہی جواب دیتے ہیں جو آسمانِ دُنیا کے فرشتوں کو دیا تھا۔

سدرۃ المنتہیٰ کے فرشتے بھی (یہ سُن کر) تسبیح و تقدیس کی آوازیں بلند کرتے ہیں جن کو جنّت الماویٰ پھر جنّت النعیم پھر جنّتِ عدن ، پھر فردوس پھر (خدائے) رحمٰن کا عرش سنتا ہے۔

عرش اس شکریہ میں کہ اللہ تعالےٰ نے اس اُمّت پر عنایت فرمائی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل اور تعریف کی آواز بلند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

" اے میرے عرش ! تو نے آواز کیوں اونچی کی "

عرش عرض کرتا ہے کہ

" اے اللہ ! مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تُو نے آج رات اُمّتِ محمّدیہ کے نیک لوگوں کی مغفرت فرمائی ہے اور بُرے لوگوں کے حق میں نیکوں کی شفاعت قبول فرمائی ہے "

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

" صَدَقْتَ يَا عَرْشِي وَلِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدِي مِنَ الْكَرَامَةِ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ "

(ترجمہ) سچ کہا تُو نے اے میرے عرش ! اور بے شک میرے نزدیک اُمّتِ محمدیہ کی وہ قدر و منزلت ہے جس کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سُنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل میں اس کا تصوّر گزرا۔

شب قدر میں جبریل امین اور ان کے ہمراہی

شب قدر میں جبریلؑ امینؑ اور فرشتوں کا دعا کرنا

دوسرے فرشتے ہر مسلمان مرد و عورت کے حق میں عام طور پر دعا کرتے ہیں اور جو لوگ کھڑے یا بیٹھ کر نماز و ذکر میں مشغول رہتے ہیں ان کے لئے خاص طور پر دعا کرتے ہیں ان کو سلام کرتے ہیں اور جبریل امینؑ ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ

شب قدر میں زمین کا کوئی چپہ ایسا باقی نہیں رہتا کہ وہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ یا قیام کی حالت میں مومن مردوں اور عورتوں کے لئے دعا نہ کرتا ہو البتہ عیسائیوں کا گرجا، یہودیوں کی عبادتگاہ۔ بت پرستوں کا مندر اور وہ مقامات جہاں گندگی ڈالی جاتی ہے مستثنے ہیں۔ رات بھر ملائکہ مومن مرد اور عورتوں کے لئے دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں۔

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی طَعَامٍ اَوْ شَرَابٍ مِنْ حَلَالٍ، صَلَّتْ عَلَیْهِ الْمَلَآئِکَةُ فِیْ سَاعَاتِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَصَلّٰی عَلَیْهِ جِبْرِیْلُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ۔

(ترجمہ) امام طبرانیؒ نے کبیر میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حلال کھانے یا پانی سے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے رمضان کے اوقات میں فرشتے اس کے لئے بخشش کی دعا مانگتے ہیں اور شب قدر میں جبریل علیہ السلام اس کے لئے بخشش

کی دعا مانگتے ہیں۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں کسی کا روزہ افطار کرائے رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔

شب قدر میں حضرت جبریلؑ کا مصافحہ کرنا

شب قدر میں حضرت جبریل امینؑ عبادت گزار بندوں کے حق میں دعا کرتے ہیں ان کو سلام کہتے ہیں اور ان سے مصافحہ بھی کرتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے "غنیۃ الطالبین" میں لکھا ہے کہ

روایت میں آیا ہے کہ جب شب قدر میں جبریلؑ آسمان سے آتے ہیں تو جس کسی آدمی (یعنی مومن) کو پاتے ہیں اس کو سلام کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں۔

مصافحہ جبریلؑ کی علامت

حضرت جبریلؑ کے مصافحہ کرنے کی علامت یہ ہے کہ

عین عبادت کی مشغولی میں رقت پیدا ہوتی ہے، فرطِ محبت اور خوفِ خدا سے بدن پہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں آنکھوں سے آنسو بہ نکلتے ہیں۔ عبادت گذار بندہ "زار و قطار رونے لگتا ہے"

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ

اس کی علامت یہ ہے کہ اس شخص کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دل میں رقت آ جاتی ہے۔ اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔

قولہٗ عزّ وجلّ

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ

(ترجمہ) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کے واسطے

یہ شب قدر کی پانچویں فضیلت و بزرگی ہے۔ دراصل یہ علیحدہ جملہ نہیں بلکہ اس کا تعلق اس سے ماقبل جملہ

"تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا"

سے ہے اور یہ اس کا تتمّہ ہے یعنی اس رات کو حضرت جبریل علیہ السلام اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر کام کے واسطے اترتے ہیں۔

اس جملہ میں اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ جبریل امینؑ اور دوسرے فرشتے ہر قسم کے امور کے ساتھ زمین پہ آترتے ہیں اور بڑے بڑے اہم اور ضروری کاموں کا پروگرام لے کر آتے ہیں۔ اس جملہ سے شبِ قدر کی اہمیّت و خصوصیّت خوب اجاگر ہوتی ہے۔

یعنی دنیا کے ایک سال کے جتنے امور ہیں اس رات میں طے پاتے ہیں۔ اور فرشتے ان کو لے کر نیچے اترتے ہیں گویا یہ رات نظامِ عالم کے سالانہ میزانیہ کی رات ہے اس لئے اس رات کو بڑی اہمیّت حاصل ہے کہ اس میں لوگوں کی تقدیریں بدلتی ہیں اور کائنات میں ایک انقلابِ عظیم رونما ہوتا ہے۔

قولہٗ عزّ وجلّ

۵۔ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

(ترجمہ) سراپا سلامتی ہے وہ شب طلوعِ فجر تک رہتی ہے۔

یہ شب قدر کی چھٹی فضیلت و بزرگی ہے۔

کہ اس رات کو سلام کے ساتھ خاص فرمایا۔

(یعنی یہ تمام رات غروبِ آفتاب سے لے کر طلوعِ فجر تک سلامتی ہی سلامتی، خیر ہی خیر سے معمور اور امن و امان سے بھرپور رہتی ہے اور ہر قسم کی بلّیات سماوی اور آفاتِ ارضی سے محفوظ و مامون ہوتی ہے اِس رات شیطان کا کوئی بس نہیں چلتا اور وہ کسی بُرے کام پر قدرت ہی نہیں رکھتا۔

اس آیت کے علمائے مفسرین نے کئی معنے کئے ہیں۔

تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ

(هِيَ) يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ سَلَامَةٌ وَّخَيْرٌ لَيْسَ فِيهَا شَرٌّ وَقِيلَ لَا يُقَدِّرُ اللّٰهُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ وَيَقْضِي إِلَّا السَّلَامَةَ وَقِيلَ اِنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ سَالِمَةٌ لَا يَسْتَطِيعُ الشَّيْطَانُ اَنْ يَّعْمَلَ فِيهَا سُوْءًا اَوْ يُحْدِثَ فِيهَا اَذًى

(ترجمہ) یعنی شب قدر کی رات سلامتی ہی سلامتی اور خیر ہی خیر ہوتی ہے اس میں کوئی بُرائی نہیں ہوتی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں سلامتی کے سوا نہ کوئی دوسری چیز مقدر فرماتا ہے اور نہ ہی اس کا حکم کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شب قدر سالم ہوتی ہے شیطان اس میں بُرے کام کے کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ وہ اس میں ایذا پہنچا سکتا ہے۔

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ

وہ رات سلامتی والی ہے نہ اس میں کوئی بیماری پیدا ہوتی ہے نہ کاہنوں کی کہانت

اس رات اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرما کر اپنی شانِ رحمانیت و غفاریت کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے اور ساری رات اس کی رحمت و رأفت اور بخشش و مغفرت کی ٹھنڈی اور خوشگوار ہوائیں ہر سو چلتی ہیں۔ ہر طرف سلامتی اور خیر کی بارش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلوب پر چین و سکون اور دلجمعی اور اطمینان کا فیضان ہوتا ہے تمام رات عبادت ذوق و شوق اور حلاوت سے ہوتی ہے۔ صبح کی سفیدی نمودار ہوتے ہی یہ رات ختم ہو جاتی ہے۔

(۲) بعض کہتے ہیں کہ

اس رات میں فرشتے ہر مسلمان مرد و عورت کو جو اس رات میں بیدار ہوتا ہے اور عبادت کرتا ہے جب گذرتے ہیں تو اس کو سلام کرتے ہیں۔

مدارک التنزیل میں لکھا ہے کہ

مَا هِيَ اِلَّا سَلَامٌ لِكَثْرَةِ مَا يُسَلِّمُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(ترجمہ) یعنی یہ رات ان سلاموں کی کثرت کی وجہ سے جو فرشتے ایماندار بندوں کو کرتے ہیں سراپا سلام ہی ہوتی ہے۔

یعنی ساری رات ہر طرف سے فرشتے مسلمانوں کو سلام سلام کہتے ہیں اور کثرت سلام کی نداؤں سے زمین کی فضا گونج اٹھتی ہے۔

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ

"سَلَامٌ" معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ "زمین کے رہنے والے ایماندار بندوں کو فرشتوں کی طرف سے سلام ہوتا ہے یعنی فجر تک سلام سلام کہتے ہیں"

تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ

"سَلَامٌ" سے مراد اللہ تعالیٰ کے اولیاء اور اس کے اطاعت گزار بندوں پر سلام کہنا ہے اور حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ

"اس سے مراد شب قدر میں سورج کے غروب ہونے سے طلوع فجر تک مسجدوں میں رہنے والوں، عبادت گزار بندوں پر فرشتوں کا سلام کہنا ہے۔

(۳) اس رات فرشتے اُتر کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمان بندوں کو سلام کہتے ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے کہ

وَقِيلَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَنْزِلُوْنَ فِيْهَا كُلَّمَا لَقُوْا مُؤْمِنًا اَوْ مُؤْمِنَةً يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ

(ترجمہ) اور بعض کا قول ہے کہ فرشتے اس رات میں اُترتے ہیں اور جب کسی مومن مرد یا عورت سے ملتے ہیں تو اپنے رب عزّ وجلّ کی طرف سے ان کو سلام کرتے ہیں

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ

یہی وجہ ہے اس روایت کی جس میں آیا ہے کہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت کے غم میں پریشان تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

محمدؐ! آپ مغموم رہیں جب تک کہ آپ کی اُمّت کو انبیاءؑ کے مراتب عطا نہیں کردوں گا۔ دُنیا سے نہیں نکالوں گا"

سو اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ

حضرات انبیاءؑ پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے کلام، پیام وحی اور اعزاز لے کر آتے

تھے سو اسی طرح شب قدر میں فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام و رحمت کے ساتھ اُمت پر آترینگے۔

(۴) بعض کہتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گذار بندوں پر خود ہی اپنی طرف سے سلام بھیجتا ہے اور اس کی طرف سے سلام کثیر ہوتا ہے۔

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ

فرشتے تو ہر سوئے ہوئے آدمی کو بھی سلام کرتے ہیں اور حضرت جبرئیلؑ صرف بیٹھے ہوئے کو (دسا شذات) الا صرف ان بندوں کو سلام بھیجتا ہے جو نماز میں کھڑے ہوتے ہیں جس طرح جنت میں جنتی مومن بندوں کو اللہ تعالیٰ کا سلام کرنا جائز ہے۔ آیت میں آیا ہے کہ

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔ (سورہ یٰسین رکوع ۴)

(ترجمہ) سلام کیا جاوے گا پروردگار مہربان کی طرف سے

اسی طرح (یہ بھی) جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ان نیک بندوں پر سلام بھیجے جن کے لیے ازل میں پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلائی اور رحمت اور سعادت مقدّر ہو چکی ہے جو فانی دنیا سے محبت نہ رکھے اور اللہ تعالیٰ سے ہی لو لگائے اور اللہ ہی کی طرف توجّہ اور سکون کے ساتھ رجوع ہو کر اپنے گناہوں پر نادم ہو۔

حضرت جبرئیلؑ کا سلام کرنا

حضرت جبرئیلؑ ہر مومن مرد اور عورت کو سلام کرتے ہیں اور ہر ایک سے مصافحہ کرتے ہیں۔

(۵) کہتے ہیں کہ

اگر تو اطاعت میں مشغول ہو تو تجھ پر سلام ہو اللہ قبول کرے اور تیرے ساتھ بھلائی کرے، اگر تو گناہوں میں مبتلا ہو تو تجھ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف کرے اگر تو نیند میں ہو تو تجھ پر سلام ہو اللہ تجھ پر راضی ہو اگر تو قبر میں ہو تو تجھ پر سلام ہو اللہ تجھ سے راضی ہو تجھے راحت اور رحمت حاصل ہو۔

آیت

مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ

کا یہی مطلب ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ملائکہ صرف اطاعت گذاروں کو سلام کرتے ہیں اور گنہگاروں کو سلام نہیں کرتے۔ اور گنہگاروں میں وہی لوگ بدبخت ہیں جو ملائکہ کے سلام سے بالکل محروم رہتے ہیں۔

(۱) حرام خور

(۲) قاطع رحم

(۳) چغل خور

(۴) یتیموں کا مال کھانے والا

کسی کو بھی ملائکہ کے سلام کا کوئی حصہ نہیں ملتا۔ (غنیۃ الطالبین)

شبِ قدر تحیت و سلام کی رات ہے۔ غنیۃ الطالبین میں ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ راتیں عنایت فرمائی ہیں۔

ا۔ پہلی رات۔ قدرت اور معجزہ والی رات تھی جس میں چاند کے (دو) ٹکڑے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (سورہ قمر رکوع ۱)

(ترجمہ) قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے لاٹھی کی ضرب سے سمندر پھٹ گیا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے انگلی کے اشارہ سے چاند پھٹ گیا۔ یہ سب سے بڑا معجزہ تھا۔

۲۔ دوسری رات۔ (عمومی) دعوت کی اور (دعوت کی) تبولیت کی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ

(سورہ احقاف رکوع ۴)

(ترجمہ) اور جب ہم نے آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو پھیر دیا (سو) وہ قرآن سننے لگے۔

۳۔ تیسری رات۔ حکم اور فیصلہ کی رات تھی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ (سورہ دخان رکوع ۱)

(ترجمہ) بے شک ہم نے نازل فرمایا ہے اس (قرآن) کو ایک برکت والی رات میں بلاشبہ ہم آگاہ کرنے والے ہیں اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ طے کیا جاتا ہے۔

۴۔ چوتھی رات۔ قرب اور نزدیکی کی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱)

(ترجمہ) پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندہ کو رات کے وقت مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک۔ یہ شبِ معراج[1] تھی۔

۵۔ پانچویں رات۔ تحیت اور سلام کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ

(ترجمہ) اترتے ہیں اس (رات) میں فرشتے اور جبریل اللہ کے حکم سے ہر کام کے واسطے سراپا سلامتی ہے وہ شب طلوعِ فجر تک رہتی ہے۔

وہ شب شبِ قدر ہے۔

شبِ قدر کو تمام راتوں پر سیادت کا فخر

شبِ قدر کو تمام راتوں پر سیادت و سرداری کا فخر حاصل ہے۔

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ

کہتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام سید البشر تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سید العرب تھے اور حضرت سلمانؓ تمام اہلِ فارس کے سردار تھے اور حضرت صہیبؓ تمام رومیوں کے سردار تھے اور حضرت بلالؓ تمام حبشیوں کے سردار تھے۔ اور مکہ معظمہ تمام بستیوں کا سرتاج ہے اور جمعہ کا دن تمام ایام سے افضل ہے اور شبِ قدر تمام راتوں کی سردار ہے۔ الخ

---

[1] شبِ معراج کی تفصیل کیلئے ہماری کتاب تحفۂ شبِ معراج ہدیہ تین روپے ملاحظہ فرمائیں۔
ملنے کا پتہ:۔ ادارہ تحفۂ اسلامیہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

حدیثِ نبوی میں شبِ قدر کی فضیلت۔

۱- اَتَاکُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ لِلّٰهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَّنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ۔

(ترجمہ) امام احمدؒ اور امام نسائیؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے پاس رمضان آیا۔ یہ ایک برکت والا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اور اس میں سرکش شیطانوں کو طوق ڈال دیے جاتے ہیں اور اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی ایک خاص رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ بے شک محروم رہا۔

اس حدیث میں اس خاص رات سے مراد لیلۃ القدر ہی کی وہ مبارک و مسعود رات ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

۲- اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَهَبَ لِاُمَّتِىْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَلَمْ يُعْطِهَا مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ۔

(ترجمہ) امام دیلمیؒ نے مسند الفردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کو شبِ قدر عطا فرمائی اور ان سے پہلے لوگوں کو یہ رات عطا نہیں فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا اس اُمت پر یہ کتنا بڑا فضل و احسان ہے کہ اس اُمت کو ایسی بزرگ رات عطا فرمائی جو پہلی اُمتوں میں سے کسی اُمت کو عطا نہیں فرمائی۔

فصل سوم

شبِ قدر کے خصائص

شب قدر سال بھر کی راتوں میں ایک مخصوص اور برگزیدہ رات ہے اس کو کئی خصائص حاصل ہیں جو سال بھر کی کسی دوسری رات کو حاصل نہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے :-

(۱) اس رات کو اللہ تعالیٰ نے "لیلۃ القدر" کے جلیل القدر لقب کے ساتھ نامزد فرمایا ہے۔

(۲) اس رات کو اللہ تعالیٰ نے "لیلۃ مبارکہ" کے خطاب کے ساتھ موسوم فرمایا ہے۔

(۳) اس رات کو قرآن مجید جیسی مقدس و متبرک کتاب یعنی لازوال اور غیر فانی معجزے کا نزول ہوا۔

(۴) اس رات کا ذکرِ خیر قرآن مجید جیسی بزرگ کتاب میں مذکور ہے۔

(۵) یہ رات ہزار مہینوں سے افضل و بہتر اور اعلیٰ و برتر ہے۔

(۶) یہ رات تمام راتوں کی سردار ہے

(۷) اس رات میں سال بھر کے تمام امور کا فیصلہ ہوتا ہے۔

(۸) یہ رات غروب آفتاب سے لے کر سپیدۂ صبح نمودار ہونے تک امن و سلامتی، خیر و برکت سے معمور رہتی ہے۔

(۹) اس رات رحمتِ الٰہی کا سمندر جوش زن رہتا ہے۔ تمام گنہگاروں کی بخشش و مغفرت ہوتی ہے۔

(۱۰) اس رات جبریل امین "سدرۃ المنتہیٰ" کے دیگر بیشمار فرشتوں کے ساتھ زمین پر اُترتے ہیں اور روئے زمین پر یہ نورانی مخلوق پھیل جاتی ہے، اور ان کے انوار سے زمین بقعۂ نور بن جاتی ہے۔

(۱۱) اس رات فرشتے مسلمانوں کو سلام اور دُعا کرتے ہیں۔

(۱۲) اس رات جبریل امین عبادت گزار بندوں سے مصافحہ کرتے ہیں۔

(۱۳) اس رات اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گزار بندوں پر سلام بھیجتا ہے۔

(۱۴) اس رات از سرِ نو بہشتوں کو آراستہ و پیراستہ اور سجایا جاتا ہے۔

(۱۵) اس رات فرشتوں کی پیدائش ہوئی تھی۔

(۱۶) اسی رات میں سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا مادہ جمع کیا گیا تھا۔

باب دوم

شب قدر کے اعمال واذکار

شب قدر اپنے فیوض وبرکات کے اعتبار سے ہزار مہینوں سے افضل و بہتر ہے اس ایک رات میں عبادت کرنے کا اجروثواب تیس ہزار راتوں اور دنوں کی عبادت سے بھی زیادہ ہے لیکن اللہ تعالے نے اس رات کو پوشیدہ رکھا ہے۔ تاکہ لوگ اس کی تلاش میں کوشش کریں اور بے حساب ثواب پائیں یقین کے ساتھ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ مبارک رات رمضان شریف کی کونسی رات ہوتی ہے مگر رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر ہونے کا زیادہ احتمال ہے۔ اور ۲۷ ویں شب میں سب سے زیادہ احتمال ہے۔

آخری عشرہ کی فضیلت

یہ وہ رفیع الشان اور عظیم الشان راتیں ہیں کہ اللہ تعالی نے ان راتوں کی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے۔

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (سورۃ فجر)۔ ترجمہ۔ قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔

گو ان دس راتوں کی تعیین میں کئی اقوال آئے ہیں مگر ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ "ان سے عشرہ ذی الحجہ یا عشرہ آخری رمضان مراد ہے۔"

اور شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "پانچ راتیں آخر رمضان کی ۲۱، ۲۳

د ۲۵ د ۲۷ د ۲۹ ، جو شب قدر ہیں اور چھٹی رات عیدالفطر کی اور ساتویں شب عرفہ، آٹھویں شب عیدالاضحیٰ، نویں شب معراج نبی کریمؐ یعنی ستائیسویں رجب، دسویں شب برأت یعنی پندرھویں شعبان کی رات۔

رمضان شریف کے آخری عشرے میں خیر و نیکی اور عبادت و طاعت کی فضا زیادہ گہری ہو جاتی ہے۔ حضورؐ شب قدر کے فضائل بیان فرماتے اور اسے طاق راتوں میں ڈھونڈنے کی تلقین فرماتے۔ خود حضورؐ آخری عشرہ میں بالعموم اعتکاف فرماتے اور صحابہ کرام کو بھی معتکف ہونے کی ترغیب دیتے۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمان رمضان میں دس دن دنیوی جھمیلے چھوڑ چھاڑ کر گوشہ نشینی اختیار کریں اور اپنا زیادہ سے زیادہ وقت طاعت و عبادت میں گذاریں۔ اپنے مولا سے لو لگائیں۔ اپنے دلوں کو جلا دیں اور امر و نواہی پر کاربند ہونے کے لیے روحانی قوت فراہم کریں۔

پس اس آخری عشرہ میں بہت محنت سے عبادت میں مشغول رہنا چاہیئے۔ کیونکہ رمضان کا آخری عشرہ اپنے اندر بے شمار برکتوں کے خزائن مستور رکھتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کی خاطر بہت محنت و ریاضت کرتے۔ مسجد میں اعتکاف فرماتے اور تمام رات بیدار رہتے اور اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے۔

آخری عشرہ میں اسوۂ رسولؐ

۱۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ اَحْيَا اللَّيْلَ كُلَّهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ۔

(ترجمہ) امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اُس نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو تمام رات بیدار رہتے اور گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت الٰہی میں) خوب کوشش و محنت کرتے۔

۲۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِيْ رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ وَفِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ۔

(ترجمہ) امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اُس نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں (عبادت الٰہی میں) وہ کوشش کرتے جو غیر رمضان میں نہیں کرتے تھے اور اس کے آخری عشرہ میں وہ جدوجہد کرتے تھے، جو غیر دنوں میں نہ کرتے تھے۔

یعنی رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت و اطاعت میں بہت محنت و ریاضت کرتے جو اور کسی دوسرے عشرہ میں اتنی نہ کرتے تھے۔

اعتکاف

اسی آخری عشرہ میں اس قدر اہتمام کے ساتھ اتنی زیادہ عبادت میں کوشش کرنے سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ حضورؐ کے ہاں یہ چیز بلا شبہ محقق تھی کہ لیلۃ القدر رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں ہوتی ہے۔

رمضان شریف کے آخری عشرہ میں یعنی آخری دس دن میں اعتکاف کرنا سنّت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔

یعنی کسی بستی میں بعض لوگوں کے ادا کر لینے سے سب کے ذمّہ سے ادا ہو جاتا ہے جو

بیس رمضان کی شام کو غروب آفتاب کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند دیکھتے ہی ختم ہو جاتا ہے۔

لیلۃ القدر وہ جلیل القدر رات ہے کہ اس کی تلاش میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ لیلۃ القدر کے متلاشی کو چاہیئے کہ وہ اعتکاف کرے تاکہ یہ مبارک رات اسے نصیب ہو۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ

(ترجمہ) امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح پاک قبض کی پھر آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہراتؓ نے اعتکاف کیا۔

اعتکاف کا بڑا ثواب ہے اور اس کے ذریعہ سے شب قدر پانے کی پوری امید ہے۔ جس خوش قسمت بندہ کو موقع ہو وہ اس نعمت کبریٰ کو ضرور حاصل کرے تاکہ شب قدر کی بے بہا دولت سے بھی بہرہ ور ہو۔ اعتکاف کا ثواب علیحدہ اور شب قدر کو پالینا اس کے علاوہ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ع

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

اعتکاف کی فضیلت :-

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الْمُعْتَکِفِ ھُوَ

[illegible]

يُكَفِّرُ الذُّنُوْبَ وَيُجْرِىٰ لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔

(ترجمہ) امام ابن ماجہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے بارہ میں فرمایا۔ وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اسے اس قدر ثواب ملتا ہے۔ جیسے اس نے تمام نیکیاں کیں۔

مَنِ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِىْ رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ۔

(ترجمہ) امام بیہقیؒ نے حضرت علی بن حسینؓ سے اس نے اپنے والد سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اعتکاف کیا دس دن (آخری عشرہ) رمضان میں تو ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔ یعنی اعتکاف کرنے والے کو دو حج اور دو عمروں کا ثواب ملے گا۔

اُسوہ رسُولؐ :-

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ۔

(ترجمہ) امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دی پھر ان کی وفات کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔

فصل اوّل

شب قدر میں شب بیداری کرنا

یوں بھی رات کو جاگنا اور شب بیداری کرنا بہت ہمت و عزیمت کا کام ہے یہ نیک اور صالح لوگوں کا طریقہ ہے۔ قرآن وحدیث سے اس کی فضیلت و بزرگی ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ عزّ و جلّ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا (سورۂ فرقان ع۶)

(ترجمہ) اور وہ لوگ جو راتیں بسر کرتے ہیں اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے رہ کر۔

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے چند مخصوص اعمال اور پسندیدہ افعال کا بیان فرمارہا ہے کہ وہ شب کو خدائے رحمان کی عبادت و اطاعت اور اس کی یاد و فکر میں لگے رہتے ہیں اور اس کے ساتھ مناجات اور دُعا و سوال میں رات بسر کرتے ہیں بہت کم سوتے ہیں ان کے پہلو نرم گرم بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ دلوں میں خوفِ خدا ہوتا ہے اور امیدِ رحمت ہوتی ہے ۔

پھر بزرگ راتوں میں اور خاص کر شب قدر میں شب بیداری کرنا اور جاگنا تو بہت ہی اونچے درجے کا عمل اور بہت ہی ثواب کا کام ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔ آپ اس شب کی خاطر آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے اور بہت

زیادہ محنت و کوشش کرتے۔ ساری رات عبادت و طاعت اور ذکر و فکر میں گذارتے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمہم اللہ اجمعین بھی ساری ساری راتیں شب بیداری اور اطاعت گذاری میں بسر کرتے پس ہر بندہ کو مناسب ہے کہ اس رات کی تلاش میں آخری عشرہ میں بالخصوص طاق راتوں میں بہت محنت سے عبادت میں مشغول رہے۔ اس رات جو جاگتا ہے اور عبادت کرتا ہے اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور دعا کے وقت آمین کہتے ہیں۔ جو اس رات کو جاگتا ہے کامیابی و کامرانی اس کے قدم چومنے لگتی ہے۔ گوہر مقصد سے وہ اپنا دامن بھر لیتا ہے۔ سمندر میں غوطہ مارنے پر انسان موتی حاصل کر سکتا ہے۔ اپنے آرام و راحت کے دلدادہ، نیند کے مزے اڑانے والے کبھی اس رات کے شرف سے مشرف نہیں ہو سکتے وہ تہی دامن رہ جاتے ہیں۔ سچ ہے۔

بِقَدْرِ الْكَدِّ تُكْتَسَبُ الْمَعَالِي	فَمَنْ طَلَبَ الْعُلَا سَهِرَ اللَّيَالِي
محنت کے اندازہ پر بزرگی حاصل کریگا	سو جس نے بزرگی طلب کی وہ راتوں کو جاگنے لگا۔
تَرُومُ الْعِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَيْلًا	يَغُوصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِي
تو عزت چاہتا ہے تو پھر بھی راتوں کو سوتا ہے	دریا میں غوطہ مارتا ہے جو موتیوں کا خواہاں ہوتا ہے۔
عُلُوُّ الْكَعْبِ بِالْهِمَمِ الْعَوَالِي	وَعِزُّ الْمَرْءِ فِي سَهَرِ اللَّيَالِي
انتہا درجہ کی بلندی بلند ہمتوں سے حاصل ہوتی ہے	اور مرد کی عزت راتوں کے جاگنے میں ہے
وَمَنْ رَامَ الْعُلَى مِنْ غَيْرِ كَدٍّ	أَضَاعَ الْعُمْرَ فِي طَلَبِ الْمُحَالِ
اور جس نے بزرگی کو بغیر محنت کے چاہا	اس نے ناممکن چیز کے طلب کرنے میں اپنی عمر ضائع کی
تَرَكْتُ النَّوْمَ رَبِّي فِي اللَّيَالِي	لِأَجْلِ رِضَاكَ يَا مَوْلَى الْمَوَالِي
میں نے راتوں کو سونا چھوڑ دیا اے میرے رب	تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اے غلاموں کے آقا

فصل دوم

شب قدر کی عبادت

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ +

(ترجمہ) امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے اس کے (تمام) پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شخص ایمان کی وجہ سے اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے رمضان کی راتوں میں قیام کرے (یعنی عبادت کرے تراویح پڑھے) اس کے (تمام) پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شخص ایمان کی وجہ سے اور ثواب حاصل کرنے کے ارادہ سے شب قدر میں قیام کرے (یعنی شب بیداری کرے نماز پڑھے اور ذکر کرے) اس کے (تمام) پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اس حدیث میں تین باتوں کا ذکر ہوا ہے۔ روزہ، تراویح اور شب قدر کو عبادت کرنے کا سو یہ تینوں امور بہت اہمیت رکھتے ہیں مگر ان سب میں مشترک طور پر

ایک بنیادی بات قابل توجہ ہے اس کا اچھی طرح سے سمجھ لینا ضروری ہے۔

اِس حدیث میں ایمان اور احتساب کو بار بار دُہرایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایمان و احتساب بہت ہی اہم چیز ہے اور ان عبادات کی رُوح ہے۔

حضرت مولانا سیّد انور شاہ صاحب کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ

"احتساب کا لفظ احادیث میں اکثر استعمال ہوا ہے جاننا چاہیئے کہ اعمال میں ایمان کی شرط کا ہونا تو ظاہر ہے اس لئے کہ ایمان کے بغیر عبادت کا کوئی اعتبار نہیں باقی رہا احتساب تو اس کا منشاء یہ ہے کہ جو عمل ہو وہ غفلت کے ساتھ نہ ہو قلب میں اس عمل کا شعور موجود ہو اور نیّت کا استحضار رہے گویا احتساب کا مفہوم و مقصد نیّت سے بھی آگے ہے۔"

منشاء یہ ہے کہ یہ عبادات محض رسمًا اور عادتًا نہ ہوں بلکہ ان کے مقصد اور غرض کا احساس بیدار رہے اور یہ یاد رہے کہ ان عبادات کی غایت کیا ہے؟ اور کس کی یاد اور اطاعت میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور یہ شعور و احساس اور یہ استحضار صرف ان عبادات کے لیئے نہیں بلکہ ہر عبادت کے لیے ضروری ہے۔

اب ہم اصل مضمون کی طرف آتے ہیں۔ یوں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ سے عبادت و ریاضت میں اضافہ فرماتے مگر رمضان شریف میں جو جدّ و جہد کرتے کسی دوسرے مہینے میں نہ کرتے اور پھر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں عبادت و طاعت میں جو محنت و ریاضت کرتے وہ سب سے زیادہ ہوتی۔

چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهٖ وَفِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهٖ۔

(ترجمہ) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں (عبادت و ریاضت) میں وہ کوشش کرتے جو غیر رمضان میں نہیں کرتے تھے اور اس کے اخیر عشرہ میں اتنی کوشش کرتے تھے جو دوسرے عشروں میں اتنی کوشش نہیں کرتے تھے۔

سو ہر مسلمان کو چاہیئے کہ حضور ؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے رمضان کے مہینہ میں خوب محنت کرے اور پھر لیلۃ القدر کی برکات و حسنات سے بہرہ ور ہونے کے لئے اس رات کو شب بیداری اور عبادت میں گذارے۔ اگر تمام رات جاگنے کی طاقت یا فرصت نہ ہو تو جس قدر ہو سکے جاگے اور نفل یا نماز یا تلاوت قرآن یا ذکر و تسبیح میں مشغول رہے اور کچھ نہ ہو سکے تو عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کرنے کا اہتمام کرے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ بھی رات بھر جاگنے کے حکم میں ہو جاتا ہے۔

امام مالک بن انس ؒ نے حضرت سعید بن مسیب ؒ کا قول نقل کیا ہے کہ جو شب قدر میں عشائی جماعت میں حاضر ہوا اس کو شب قدر کی عبادت) کا ایک حصّہ مل گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے عشا اور مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے شب قدر سے اپنا حصّہ حاصل کر لیا۔ اور جس نے سورۂ قدر پڑھی اس نے گویا چوتھائی قرآن پڑھ لیا۔

شب قدر اور ان جیسی دوسری راتوں کو جلسوں اور تقریروں میں صرف کرنا بڑی

محرومی ہے نقدیریں تو ہر رات ہو سکتی ہیں مگر ایسی راتیں کبھی کبھی آتی ہیں۔ ان میں عبادت کا یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آسکے گا۔

ہاں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ بندہ جو بھی عبادت کرے خشوع و خضوع کے ساتھ کرے اسلیئے کہ اللہ تعالی کو خشوع و خضوع اور عجز و نیاز بہت پسند ہے تو بلاشبہ بندہ اپنے مالک کے دربار میں خشوع و خضوع کے ساتھ جو بھی عبادت کریگا اس کو بارگاہ ایزدی میں قبولیت کا شرف حاصل ہوگا اور جس شب کی اتنی عظمت و بڑائی ہو اس شب کی اس طرح سے عبادت کا کیا مقام و درجہ ہوگا۔ اس کا اندازہ سوائے اس ذات بے نیاز کے اور کوئی نہیں لگا سکتا۔

شب قدر حقیقت میں قرآن مجید کی سالگرہ والی رات ہے پس اگر بندے اپنے مالک کی جانب سے اس بے بہا انعام کی خوشی میں جس قدر بھی شکر کریں تو وہ کم ہے اور اللہ تعالیٰ تو ذرہ نواز ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اس متبرک رات کی عظمت اور بزرگی کے صدقے میں ہماری کم مایہ اور معمولی عبادت کو ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ اجر کا مستحق قرار دے۔ ایک ہزار مہینے جو تراسی ۸۳ سال سے کچھ اوپر بنتے ہیں اور ہم میں سے کوئی اس خوش بختی کا دعویدار ہو سکتا ہے کہ اس نے تراسی سال تک متواتر اللہ کی عبادت کی ہو لیکن یہاں تو اللہ تعالیٰ کی انتہائی رحمت و شفقت اس اُمت پر ہے کہ اس نے پچھلی اُمتوں کے مقابلے میں اس اُمت کے لوگوں کی کم عمروں کے پیش نظر یہ بے انتہا کرم فرمایا کہ ان کو ایسے مواقع عطا فرمائے کہ اگر وہ ان اوقات میں عبادت و بندگی کریں تو ان کے ان لمحات عبادت کو وہ اپنی شان کریمی کے صدقے اتنے بڑے اجر کا مستحق قرار دیدے۔

حق تو یہ ہے کہ انعامات و اکرامات تو صرف اسی کی بارگاہِ صمدیت سے

عطا ہوتی ہیں وہ بے نیاز اور قادر مطلق جب جود و سخا اور بخشش و عطا پہ آتا ہے تو پھر اس کے کرم کا حساب نہ کسی میزان سے ہو سکتا ہے نہ کسی پیمانہ سے اور نہ کسی اور ظرف سے وہ ناپا جا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ کوئی قلم نہ اس کے جود و عطا کو ضبط و تحریر میں لا سکتا ہے اور نہ کوئی زبان اس کی نوازش ہائے لامتناہی کو الفاظ کے روپ میں ڈھال سکتی ہے پھر کیا عجب کہ اس شب مبارکہ میں کی جانے والی تھوڑی سی عبادت ہمارے لئے فلاح دارین کا موجب بن جائے۔

فصل سوم

شب قدر میں غسل کرنا

شب قدر میں غسل کرنا اور نہانا امر مستحب اور بہت ثواب کا کام ہے۔
شب قدر کو چاہیئے کہ بندہ اچھی طرح سے نہا دھو کر فارغ ہونے کے بعد دُو رکعت نماز تحیۃ الوضوء پڑھے۔ تحیۃ الوضوء اس کو کہتے ہیں کہ آدمی جب کبھی وضو کرے یا نہالے تو دو رکعت نفل نماز پڑھ لیا کرے۔

تحیۃ الوضوء کی فضیلت

احادیث میں تحیۃ الوضوء کی بڑی فضیلت اور بہت ثواب مذکور ہے

ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صبح کی نماز کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم وہ کون سا عمل کرتے ہو جس کی برکت یہ ہے کہ جب کبھی میں (خواب، بیداری یا مکاشفہ میں) جنّت میں داخل ہوُا تو اپنے آگے تمہارے پاپوش کی آواز سنی (یعنی کس عمل کی بدولت تم اس دولت سے مشرّف ہوئے) انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بس جب کبھی بے وضو ہوُا فی الفور تازہ وضو کر لیا اور جب کبھی وضو کیا میں نے اپنے اوپر دو رکعت لازم کر لیں۔ آپ نے فرمایا انہی دو عملوں کی وجہ سے تم اس دولت سے مشرّف ہوئے۔ (رواہ الترمذی)

فصل چہارم

شبِ قدر میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا

درحقیقت شبِ قدر کی ساری فضیلت و بزرگی اور اس کے فیوض و برکات اور انوار و تجلیات قرآن کے باعث ہیں۔ قرآن اسی رات نازل ہوا۔ شبِ قدر کو کلام اللہ شریف کے ساتھ بہت ہی خصوصی مناسبت اور نہایت گہرا تعلق ہے۔ یہ رات نزول قرآن کے جشن کی ایک عظیم الشان یادگار اور سالگرہ ہے اس رات میں قرآن مجید کی جتنی کثرت سے تلاوت ہو سکے، سب سے بہتر ہے۔ حفاظ نماز کے اندر قرآن پڑھیں۔ ناظرہ خواں ناظرہ تلاوت کریں اور جن کو سورۃ یٰسین شریف یاد ہو وہ سورۂ یٰسین شریف کو نماز کے اندر نوافل میں پڑھیں۔ کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت سب سے افضل عبادت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَفْضَلُ عِبَادَةِ اُمَّتِیْ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ۔

(ترجمہ) امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت نعمان بن بشیر رضؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی سب سے بہتر عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے۔

فرائض و واجبات کے بعد نفل عبادات میں قرآن مجید کا پڑھنا سب سے بہتر عبادت ہے اس لئے کہ وہ تمام اقسام ذکر کا جامع ہے۔

اس کے پڑھنے والے کو ہر ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ قرآن مجید کی تلاوت کو روزہ جیسے محبوب عمل سے اور حضرت سفیان ثوریؒ قرآن مجید پڑھانے کو جہاد جیسے بزرگ اور اہم امر سے افضل سمجھتے تھے۔ حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی تلاوت اور ذکر اللہ سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور کوئی چیز نہیں۔ ؎

سب سے بڑی عبادت قرآن کی قرات	سب سے بڑی اطاعت قرآن کی تلاوت
سب سے بڑی سعادت قرآن کی اطاعت	سب سے بڑی شرافت قرآن کی رفاقت

یوں تو قرآن مجید پڑھنے میں ہر ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں مگر نماز کے اندر قرآن مجید پڑھنے پر ہر ہر حرف کے بدلے پچاس پچاس نیکیاں ملتی ہیں۔ سو اس لحاظ سے نماز کے اندر زیادہ سے زیادہ قرآن مجید پڑھنا بہت ہی افضل ہے۔

؎ قرآن مجید کے فضائل معلوم کرنے کے لئے ادارہ سے "فضائل قرآن" ہدیہ دو روپے منگوا لیں۔ ملنے کا پتہ:۔ ادارہ تحائف اسلامیہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

فصل پنجم

شبِ قدر میں نوافل پڑھنا

نوافل پڑھنے کا یوں تو ہر وقت ثواب ہے مگر مبارک راتوں میں نوافل پڑھنے کی فضیلت[1] و بزرگی بہت زیادہ ہوتی ہے اور پھر شبِ قدر جیسی بزرگ و مقدّس رات میں نوافل پڑھنے کا ثواب تو بے حد و بے حساب ہے۔ لاکھوں کروڑوں نمازیں پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور گو اس رات نوافل پڑھنا نوافل ہی ہیں مگر درجے اور ثواب میں فرض نمازوں کے برابر ہیں۔ کیونکہ رمضان شریف کے مہینہ میں نوافل کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے اور فرض نماز کا ثواب ستّر فرائض کے برابر ہو جاتا ہے۔ یہ تو وہ جلیل القدر رات ہے جو اللہ تعالیٰ کا ایک خاص الخاص تحفہ ہے۔ ہزار مہینوں سے اس ایک رات کی عبادت کا ثواب زیادہ ہے۔ شبِ قدر میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نماز کا

---

[1] نوافل کی فضیلت معلوم کرنے کے لئے "تحفۂ شبِ برات" ہدیہ عنہ ادارہ سے اس پتہ پر منگوائیں:- ادارہ تحائف اسلامیہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

پڑھنا ثابت ہے مگر اس بات کا پتہ نہیں لگتا کہ آپ نے اس رات کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

شب قدر میں نوافل پڑھنے کا ثواب:-

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

(ترجمہ) جو شخص شب قدر میں قیام کرے تو اس کے پہلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

یہ پوری حدیث صفحہ ۸۱ پر گذر چکی ہے وہاں دوبارہ ملاحظہ فرمائیں۔ اس حدیث میں رمضان کی راتوں میں قیام کرنے سے مراد تراویح ہیں جو شب قدر کو بھی شامل ہیں کیونکہ شب قدر رمضان کے اندر ہے اور رمضان کا ایک جزء ہے مگر شب قدر میں قیام کرنے سے تراویح کے علاوہ اور نوافل پڑھنا مراد ہیں۔ جن کا اتنا ثواب ہے کہ گذشتہ (تمام) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جو کوئی اس رات کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز پڑھے یا ذکر کرے حضرت جبریل امین اور دوسرے فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ تراویح و دیگر نوافل سے رمضان کی راتوں کو آباد رکھیں اور خصوصیت کے ساتھ شب قدر میں علاوہ تراویح کے نوافل کی بھی کثرت کریں۔

غنیۃ الطالبین اور فضائل الشہور وغیرہ میں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ستائیسویں رمضان کو چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد تین بار سورۃ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ" الخ

اور پچاس ۵۰ بار سورۃ

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ الخ

پڑھے اور اس کے بعد سجدہ میں جاکر ایک بار کہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط

اس کے بعد جو دعا مانگے قبول ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کو بے انتہا نعمت عطا فرمائیگا اور اسکے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔

حضرت ابومسعود حنفی رح نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جو شخص شب قدر میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص، سات بار پڑھے اور جس وقت سلام پھیرے ستر بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ (بخشش مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے) پڑھے وہ ابھی اپنی جگہ سے اٹھنا بھی نہ پائیگا کہ اس پر اور اس کے والدین پر رحمت ہو چکی ہوگی اور اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اس بندہ کے لئے جنت میں درخت لگاؤ، اور محلات تعمیر کرو۔

تفسیر یعقوب چرخی" میں حضرت مؤلف ممدوح لکھتے ہیں کہ "پس چاہیے کہ جو شخص ماہ رمضان میں یہ دو رکعت نماز وتر کے بعد پڑھے، ہر رات کو شب قدر کی اُمید پر پڑھے کیونکہ ممکن ہے کہ اس ثواب سے مشرف اندوز ہو، اور تراویح کے بعد ہر رات دو رکعت نماز پڑھا کرے شب قدر کی اُمید پر ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھے ایسا ہوگا کہ قرآن مجید کا دو بار ختم کیا اور سورۃ اخلاص کا ثواب قرآن مجید کے ایک ثلث کے برابر ہے۔

احقر کے خیال میں اس مبارک رات میں "صلوٰۃ التسبیح" کا پڑھنا بہت ہی مناسب و موزوں اور بے حد مفید اور کارآمد ہے۔

اس لئے کہ ایک تو یہ رات بہت مقدس و متبرک رات ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی، بخشش و مغفرت اور عفو و درگذر کی گھنگھور گھٹائیں ہر طرف چھا جاتی ہیں۔ اجابت دعا کے لئے اس کے فضل و کرم کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دوسری طرف صلوٰۃ التسبیح[1] بڑی اہم اور مخصوص نماز ہے جس کی بہت زیادہ فضیلت و بزرگی اور بے انتہا فوائد و برکات ہیں۔ جس کے پڑھنے سے تمام اگلے پچھلے، پرانے نئے، چھوٹے بڑے، پوشیدہ چھپے اور دانستہ و نادانستہ ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پس اس رات میں ایسی اہم نماز کا پڑھنا "نُورٌ علیٰ نُور" اور سونے پہ سہاگہ کے مصداق ہے۔

اس نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی کی وہ گھنگھور گھٹائیں جھوم جھوم کر برسنے لگتی ہیں۔ گناہوں کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ دل کی سیاہی دور ہو جاتی ہے۔

---

[1] صلوٰۃ التسبیح کے متعلق ہم نے "صلوٰۃ التسبیح" نامی ایک مستقل جداگانہ کتاب لکھی ہے جس میں اس نماز کے فضائل و خصائص اور فوائد و برکات کا مفصل بیان اور اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب بتلائی گئی ہے۔ ملنے کا پتہ: ادارہ تحائف اسلامیہ سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ۔

فصل ششم

شبِ قدر کی دُعائیں

شبِ قدر وہ بزرگ و مقدس رات ہے جو اجابت دُعا و قبولیت التجا کے لئے مخصوص و مشہور ہے۔ یہ وہ مبارک و سعید رات ہے کہ دعاؤں کی پذیرائی کے لئے اس میں فضائیں سازگار ہوتی ہیں اور اللہ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور قبولیت و اجابت کے دروازے وا ہوتے ہیں اس رات کی تمام نیک دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ بہت سے لوگ اس رات کی تلاش میں لگے رہتے ہیں تاکہ یہ رات ہمیں نصیب ہو اور ہم دُعا مانگیں اور ہماری دل مرادیں اور تمنائیں بر آئیں۔

حضرت مولانا تھانوی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اے بھائیو! اور بہنو! اس مبارک رات کی قدر کرو کہ تھوڑی سی محنت میں کس قدر ثواب میسر ہوتا ہے اور اس رات میں خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ:-

"اور یہ بھی یاد رہے کہ یوں تو ہر وقت دُعا کی کثرت مستحب ہے لیکن رمضان شریف میں اور زیادتی کرے اور خصوصاً آخری عشرہ میں اور بالخصوص طاق راتوں میں اور اس دُعا کو بکثرت پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ الخ یہ اس لئے فرمایا کہ آخری عشرہ میں لَیْلَۃُ الْقَدْر کا غالب گمان ہے۔

شب قدر کی مخصوص دعا:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۔

(ترجمہ) اے اللہ! بے شک تو ہی معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند فرماتا ہے، پس مجھ کو معاف فرما۔

امام ترمذیؒ نسائیؒ ابن ماجہؒ اور احمدؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ مجھے یہ بتلائیے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ شب قدر کون سی رات ہے تو میں اس میں کیا پڑھوں آپؐ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو (یعنی مذکورہ بالا دعا)

اے محبِّ عفو ازما عفو کن   اے طبیبِ رنج ناصورِ کہن

اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات جمالیہ میں سے ایک بہت بڑی اور پسندیدہ ترین صفت "عفو" کی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ ٹھنڈک والی چیز خدا کا لوگوں سے درگذر کرنا اور لوگوں کا آپس میں ایک دوسرے کو معاف کر دینا ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۔ (سورۃ النساء رکوع ۱۴)

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا اور بڑا بخشنے والا ہے۔

اسے یہ صفت بہت ہی محبوب وپسندیدہ ہے۔

امام حاکمؒ نے مستدرک میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ سے روایت

کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ عَفُوٌّ یُحِبُّ الْعَفْوَ۔

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ خود ایک چیز کو پسند فرماتا ہے تو بندہ کو چاہیئے کہ اس سے اس کی پسندیدہ چیز کے لئے سوال کرتا رہے اور اپنے گناہوں کی کثرت اور عظمت کو نہ دیکھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی اور اس کے عفو و درگذر کو پیش نظر رکھے اور اس سے معافی کا سوال کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور معافی دے گا۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے دریائے عفو و درگذر کے مقابلہ میں انسان کے گناہ ہیچ ہیں۔ اگرچہ انسان کے گناہ آسمان کے تاروں، ریت کے ذرّوں اور درختوں کے پتوں سے زیادہ ہوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ

عَفْوُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ ذُنُوْبِکَ۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا معاف کرنا تیرے گناہوں سے بہت بڑا ہے۔

(رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن عائشہؓ)

حضرت امام شافعی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

وَلَمَّا قَسَا قَلْبِیْ وَ ضَاقَتْ مَذَاہِبِیْ جَعَلْتُ رَجَائِیْ نَحْوَ عَفْوِکَ سُلَّمَا

اور جب کہ میرا دل سخت ہو گیا اور میری نجات کے راستے تنگ ہو گئے۔ تو میں نے اپنی امید کو تیرے عفو کی طرف رجوع ہونے کے لئے سیڑھی بنالی۔

تَعَاظَمَنِیْ ذَنْبِیْ فَلَمَّا قَرَنْتُهٗ ۔ بِعَفْوِكَ رَبِّیْ كَانَ عَفْوُكَ اَعْظَمَا

مجھے میرے گناہ بہت بڑے معلوم ہوتے تھے سو جب میں ان کا مقابلہ کیا تیرے عفو کے ساتھ اے میرے پروردگار تو تیرے عفو کو اعظم پایا

فَمَا زِلْتَ ذَا عَفْوٍ عَنِ الذَّنْبِ وَلَمْ تَزَلْ ۔ تَجُوْدُ وَتَعْفُوْ مِنَّةً وَّتَكَرُّمَا

تو تو ہمیشہ سے گناہوں کا معاف کرنیوالا ہے اور تو ہمیشہ اپنے بندوں پر بخشش و درگذر اور کرم کرتا رہتا ہے

فَلَوْلَاكَ لَمْ يَسْلَمْ مِنْ اِبْلِيْسَ عَابِدٌ ۔ وَكَيْفَ وَقَدْ اَغْوٰى صَفِيَّكَ اٰدَمَا

پس اگر تیرے کرم کا یہ حال نہ ہوتا تو کوئی عابد بھی شیطان (کے فریب) سے نہ بچ سکتا اور کیسے کوئی بچ سکے جبکہ اس نے

تیرے برگزیدہ (بندے) حضرت آدم تک کو بھی بہکا دیا تھا۔

(دیکھا) اوپر کی دعا جو شب قدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

کو تعلیم فرمائی ہے درحقیقت یہ بڑی جامع اور بہترین دعا ہے بندہ کو اگر بارگاہِ الٰہی سے معافی مل جائے تو

بہت بڑی دولت اس کے ہاتھ آگئی۔

حضرت شیخ سعدیؒ نے گلستان میں ایک بزرگ کا تذکرہ فرمایا ہے کہ

بر درِ کعبہ سائلے دیدم ۔ کہ ہمے گفت و می گریستی خوش

میں نے خانہ کعبہ کے دروازے پر ایک سائل کو دیکھا۔ کہ وہ یہ بات رو رو کر کہہ رہا تھا

من نہ گویم کہ طاعتم بپذیر ۔ قلمِ عفو بر گناہم کش

(اے میرے رب) میں یہ نہیں کہتا کہ میری اطاعت قبول فرما (بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ) میرے گناہوں پر

معافی کا قلم پھیر دے

اس رات بندہ اور دعائیں بھی مانگ سکتا ہے لیکن احقر کے خیال میں یہ دعا بہت

بہتر ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ +

(ترجمہ) اے اللہ۔ اے ہمارے پروردگار دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

قرآنی دعاؤں میں یہ دعا سب سے جامع اور ہر قسم کی دینی اور دنیوی مقاصد کو حاوی ہے۔ احادیث و آثار سے اس دعا کے بہت زیادہ فضائل و خصائص اور خواص و برکات ثابت ہیں اس دعا کو اَحْسَنُ الدَّعْوَاتِ (سب دعاؤں سے بہتر دعا) کہا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا اکثر پڑھا کرتے تھے۔

كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(ترجمہ) امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا اکثر کیا کرتے تھے۔

امام احمدؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت قتادہؒ نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر کس دعا کو پڑھا کرتے تھے؛ تو انھوں نے جواب میں یہی دعا بتلائی۔ حضرت انس حضورؐ کے خادم خاص تھے وہ بھی اکثر یہی دعا کیا کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت انسؓ خود بھی جب کبھی دعا کرتے تو اس دعا کو نہ چھوڑتے چنانچہ ثابت بنانی رحمۃ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ حضرت آپ سے کہ یہ بھائی چاہتے ہیں کہ "آپ ان کے لئے دعا کریں" آپؓ نے یہی دعا پڑھی۔ پھر کچھ دیر

بیٹھنے اور بات چیت کرنے کے بعد جب وہ جانے لگے تو پھر دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا

"کیا تم ٹکڑے ٹکڑے کرانا چاہتے ہو۔ اس دعا میں تو دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں آگئیں۔"

حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما بھی اکثر یہی دعا پڑھا کرتے تھے۔ پس اس رات کو غنیمت جان کر اس دعا کو کثرت کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔

اس دعا کی فضیلت معلوم کرنے کے لیے "قرآنی مقبول دعائیں"[1] ہدیہ سات روپے ہم سے منگوائیں جس میں قرآن کریم کی تمام دعاؤں کے فضائل و خصائص، خواص و برکات کا بیان ہے۔ دعاؤں کے سلسلے میں یہ ایک جامع کتاب ہے۔

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس رات تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے۔ اس کے اول بار پڑھنے سے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ دوم بار کے پڑھنے پر آگ سے نجات مل جاتی ہے۔ سوم بار کے پڑھنے سے جنت میں داخل ہونا نصیب ہو جاتا ہے۔

راوی نے پوچھا کہ اے ابو اسحٰق! جو شخص اس کلمہ کو سچائی سے کہے اس کے؟ فرمایا یہ تو نکلے گا ہی اس شخص کے منہ سے جو سچائی سے اس کا کہنے والا ہو۔ اس خدا کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ شب قدر کافر و منافق پر تو اتنی بھاری پڑتی ہے کہ گویا اس کی پیٹھ پر پہاڑ آ پڑا۔ (ابن کثیر)

---

[1] قرآنی مقبول دعائیں ملنے کا پتہ۔ ادارہ تحفظ اسلامیہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

فصل ہفتم

شب قدر سے محروم رہنا

اگرچہ شب قدر ایک بے بہا رات مجسمۂ امن وسلامتی پیکرِ خیر وبرکت اور موجبِ رحمت ومغفرت ہے لیکن اس کے باوجود بعض لوگ اس رات کی بیش بہا دولت ونعمت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ درحقیقت جس بدقسمت وبدنصیب انسان نے اس رات میں کچھ بھی عبادت نہ کی اور اس بے بہا رات کی خیر وبرکت سے محروم رہا تو وہ بڑا بھاری محروم اور بے بہرہ ہے۔

مولینا تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ "اس مبارک رات کی قدر کرو کہ تھوڑی سی محنت میں کس قدر ثواب میسر ہوتا ہے اور اس رات میں خاص طور پہ دعا قبول ہوتی ہے۔ اگر تمام رات نہ جاگ سکو تو جس قدر بھی ہو سکے جاگو۔ یہ نہ کرو کہ پست ہمتی سے بالکل ہی محروم رہو۔"

دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذَا الشَّھْرَ قَدْ حَضَرَکُمْ وَفِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ مَنْ حُرِمَھَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَلَا یُحْرَمُ خَیْرَھَا اِلَّا کُلُّ مَحْرُوْمٍ +

(ترجمہ) امام ابن ماجہؒ نے حضرت بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے کہا ۔ کہ رمضان آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ تمہارے پاس آ گیا اور اس میں ایک رات (ایسی) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات (کی عبادت واطاعت اور خیر و برکت) سے محروم کیا گیا وہ تمام بھلائیوں سے محروم کیا گیا اور نہیں محروم کیا جاتا اس رات کی خیر و برکت سے مگر پورا محروم ۔

لیلۃ القدر میں باطنی انوار اور روحانی برکات و خیرات کا خاص نزول ہوتا ہے ۔ خاص خاص الطاف ربانی اور عظیم الشان خیر و برکت کا سلسلہ غروب آفتاب سے لے کر فجر تک قائم رہتا ہے ۔ اس رات کو غنیمت جان کر اس میں شب بیداری اور عبادت کرنا چاہیئے ۔ شب قدر اور آخری عشرہ کی طاق راتوں کو جلسوں تقریروں میں صرف کرنا بڑی محرومی ہے ۔ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ ان راتوں کو جلسوں تقریروں میں صرف کرنا بڑی محرومی ہے ۔ تقریریں ہر رات ہو سکتی ہیں عبادت کا یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا ۔

شب قدر میں محرومین مغفرت کا بیان

اس بزرگ رات میں چھ آدمیوں کی بخشش و مغفرت نہیں ہوتی ۔ باقی سب کی بخشش ہوتی ہے ۔ ان چھ آدمیوں کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

۱ ۔ ہمیشہ شراب پینے والا اور شراب فروخت کرنے والا ۔

۲ ۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا ۔

۳ ۔ رشتہ قطع کرنے والا ۔

(۴) کسی کو ناحق قتل کرنے والا۔

(۵) کینہ رکھنے والا یعنی مسلمانوں سے دنیاوی معاملات میں عداوت رکھنے والا۔

(۶) سود خور۔

پس ہر مسلمان مرد و زن کو چاہیئے کہ ان چھ مہلک گناہوں سے بالخصوص اور باقی سارے گناہوں سے بالعموم توبہ کرے "تا کہ اس رات کی خیر و برکت سے محروم نہ رہ جائے۔

فرشتے کس گھر نہیں جاتے؟ :- اس رات آسمان سے اتنے فرشتے اترتے ہیں کہ ساری زمین بھر جاتی ہے کوئی مکان کوئی حجرہ کوئی گھر کوئی جہاز اور کوئی کشتی ایسی باقی نہیں رہتی جس میں کوئی مسلمان مرد یا مسلمان عورت ہو وہاں فرشتے نہ جاتے ہوں۔ مگر پانچ گھروں میں نہیں جاتے۔

(۱) جس گھر میں کتا ہو۔

(۲) جس گھر میں خنزیر ہو۔

(۳) جس گھر میں شراب ہو۔

(۴) جس گھر میں جنبی ہو۔ (یعنی وہ آدمی جسے نہانے کی ضرورت ہو حرامکاری کرنے کی وجہ سے)

(۵) جس گھر میں تصویر ہو۔

فصل ہشتم

شب قدر کی تحقیق

شب قدر کی فضیلت و بزرگی اور اس کے خیرات و حسنات تو بالکل عیاں ہیں۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہیں مگر اس بے بہا رات کو اللہ تعالیٰ نے اسمِ اعظم اور مقبول ساعتِ جمعہ کی طرح لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہے تاکہ لوگ اس کی تلاش میں اپنے آرام و راحت اور خوابِ استراحت کو قربان کرکے شب بیداری کریں عبادت و طاعت میں راتیں گذاریں اور بے حد و بے حساب اجر و ثواب کے خزانوں سے اپنے دامن بھر لیں۔

شبِ قدر کو مخفی رکھنے کی وجہ۔

اس رات کے مخفی رکھنے میں علمائے دین و صوفیائے کرام نے متعدد مصلحتیں اور حکمتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ ترحم اگر یہ رات ظاہر کی جاتی تو جس طرح اس میں نیک کام کرنے کا بڑا ثواب ہے اسی طرح اس کا ادب و حرمت نہ کرنے کی وجہ سے اس میں گناہ کرنے کے سبب وبال بھی بہت زیادہ ہوتا کیونکہ مقدس

مکان و زمان میں جہاں نیک عمل کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ وہاں بدعملی کرنے کا گناہ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ خاص مہربانی کی کہ اس رات کو پوشیدہ رکھا تاکہ اگر کسی سے کوئی خطا یا غفلت یا عدم طلب ثابت ہو تو عدم تیقن کی وجہ سے مزید مؤاخذہ اور گرفت سے بری ہو۔

۲۔ تشویق۔ یہ رات اس واسطے پوشیدہ رکھی گئی تاکہ اس رات کے متلاشی اس کی طلب میں ہمیشہ بیقرار رہیں، شب بیداری کریں، نمازیں پڑھیں ذکر و فکر میں لگے رہیں، ہر رات کو شب قدر گمان کریں اور مطمئن نہ ہوں۔

۳۔ عطائے عام۔ اس رات کے مخفی رکھنے میں ایک حکمت و مصلحت یہ ہے کہ اس کے متلاشی لوگ بہت سی راتوں کو شب بیداری کریں۔ تاکہ شب قدر کا ثواب پاویں اور جو امیدوار جس دن طلب کرے۔ کچھ نہ کچھ ثواب پا سکے سو جس طرح ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہمارحمت ہیں یہ مبارک رات بھی گل بے خار سراپائے رحمت ہے۔

خواہی کہ ہلالِ طاعتت گردد بدر ٭ ہر روز روزہ داں ہر شب شبِ قدر

امام فخرالدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اس کے متعلق کہ اس مرتبے والی رات کو بندوں پر مخفی کیوں رکھا گیا ہے چار توجیہات بیان فرمائی ہیں۔

پہلی توجیہہ میں چند صورتیں نکلتی ہیں۔ اوّل جس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنی رضا کو تمام طاعات میں پوشیدہ رکھا ہے تاکہ بندوں کو تمام عبادات میں رغبت ہو اسی طرح اس شب کو تمام راتوں میں مخفی رکھا ہے تاکہ تمام راتوں میں

عبادت کر کے حسنات کو حاصل کر سکیں۔

دوم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب کو بھی برائیوں پوشیدہ رکھا ہے تاکہ اس کے بندے تمام گناہوں سے پرہیز کریں۔

سوم۔ اللہ تعالیٰ نے بزرگوں اور ولیوں کو انسانوں میں پوشیدہ رکھا تاکہ ہر بندہ کی انسان ہونے کی حیثیت سے توقیر و عزت کی جائے۔

چہارم۔ اجابت کو دعا میں پوشیدہ رکھا تاکہ بندے تمام دعاؤں میں کوشاں رہیں۔

پنجم۔ اسم اعظم کو اپنے بقیہ ناموں میں مخفی رکھا تاکہ اس کے بندے تمام اسمائے حسنیٰ سے خیر و برکت حاصل کر سکیں۔

ششم۔ صلوٰۃ وسطیٰ کو تمام نمازوں کی حفاظت کے لئے مخفی رکھا۔

ہفتم۔ موت کے وقت کو پوشیدہ رکھا تاکہ بندہ موت سے ہر وقت ڈر کر نیک کام کرتا رہے۔

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ

اگر کوئی سوال کرے کہ

"اللہ تعالیٰ نے شب قدر قطعی تعین کے ساتھ اپنے بندوں کو کیوں نہیں بتائی جس طرح شب جمعہ سے تعین کے ساتھ اطلاع دی ہے"؟

تو جواب میں کہا جائیگا

"اس سے غرض یہ ہے کہ لوگ اعتماد نہ کر بیٹھیں کہیں یہ خیال کر لیں کہ ایسی رات جو ہزار مہینوں سے افضل ہے ہم عبادت کر چکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری مغفرت

کردی ہم کو اللہ کی بارگاہ سے بڑے بڑے مراتب اور جنت مل چکی۔ یہ خیال کرکے عمل کو چھوڑ کر مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں اور اس طرح امید (بصورتِ یقین) غالب آجائے اور نتیجہ میں برباد ہو جائیں۔"

شب قدر کی تعیین کی اطلاع نہ دینے کی وجہ وہی ہے جو موت کے وقت کی اطلاع نہ دینے کی ہے تاکہ (اپنی موت کا وقت جاننے والا) یہ نہ کہنے لگے کہ "ابھی تو میری عمر طویل ہے دنیا میں عیش لذات اور خواہشات حاصل کر لوں جب زندگی کے خاتمہ کا وقت قریب آجائے گا تو پھر توبہ کر لوں گا اور عبادت میں مشغول ہو جاؤں گا اور توبہ کرکے نیکوکاری کی حالت میں مر جاؤنگا"

یہ لحاظ کرکے اللہ تعالیٰ نے موت کی گھڑی لوگوں سے پوشیدہ رکھی تاکہ ہمیشہ موت سے ڈرتے رہیں نیک اعمال کرتے رہیں۔ توبہ اور اعمالِ صالحہ پر قائم رہیں اور موت بہترین حالت میں آئے۔ دنیا میں بھی (اس طرح) ان کو طرح طرح کی لذتیں مل جائیں اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے عذاب سے بچ جائیں۔

۱۔ امام بخاریؒ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کی خبر ہم لوگوں کو دینے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے پس دو مسلمانوں نے آپس میں جھگڑا کیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم کو شب قدر کی خبر دینے آیا تھا مگر فلاں فلاں شخصوں نے جھگڑا کیا پس شب قدر کی شناخت مجھ سے اٹھائی گئی شاید تمہارے لئے یہ بہتر ہو۔ تو تم اس کو انتیسویں ستائیسویں اور پچیسویں میں تلاش کرو۔

۲۔ امام حاکمؒ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ بے شک اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم کو شبِ قدر پر مطلع کر دیتا سو اس کو (رمضان کی) سات اخیر راتوں میں تلاش کرو۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو شب قدر پر مطلع کر دیتا لیکن بعض حکمتوں سے بالتعیین تم کو اس پر مطلع نہیں کیا سو تم اس کو رمضان کی آخری سات راتوں میں ڈھونڈو، اور اس سے مراد یہ ہے کہ ان سات راتوں میں شبِ قدر ہونے کا غالب گمان ہے اور تلاش سے مراد یہ ہے۔ کہ ان راتوں میں جاگو اور عبادت کرو تاکہ شبِ قدر میسّر ہو جائے۔ اس کا بیان پیچھے گذر گیا ہے وہاں دیکھیں۔

شبِ قدر صرف ایک رات تھی جو چلی گئی یا ہر سال بار بار آتی ہے ؟

اس بارہ میں علمائے کرام کا کچھ اختلاف ہے اور اس میں دو قول ہیں۔

اوّل : بعض علماءؒ کی یہ رائے اور تحقیق ہے کہ

"شب قدر صرف ایک ہی رات تھی جس کی فضیلت و بزرگی اور عظمت و بڑائی، نزول قرآن کے سبب سے تھی سو اس رات میں قرآن نازل ہو چکا وہ رات گذر گئی اب دوبارہ یہ رات نہیں آتی"

چنانچہ ایک جلیل القدر امام خلیل ؒ نے فرمایا ہے کہ

"جو کہتے ہیں کہ" اس رات کی فضیلت و بزرگی بوجہ نزولِ قرآن ہے" ان کے نزدیک یہ رات چلی گئی"

لیکن یہ رائے احادیث صحیحہ صریحہ اور جمہور کے خلاف ہے۔

دوم - جمہور علماء کہتے ہیں کہ :-

"یہ رات ہر سال آتی رہتی ہے اور اس کی فضیلت و بزرگی اور فیوض و برکات اور حسنات و خیرات بدستور رہیں۔"

یہ قول صحیح اور درست ہے اور اسی پر تمام امت مسلمہ کا عمل ہے۔

شب قدر رمضان شریف کے مہینہ میں آتی ہے - اس بارہ میں
یا
سال بھر کی راتوں میں سے ایک رات ہوتی ہے - بھی دو قول ہیں :-

اوّل - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"یہ رات سال بھر کی تمام راتوں میں دائر ہے کسی سال کوئی ایک رات اور کسی سال کوئی دوسری رات ہوتی ہے جو شخص سال بھر اس کا متلاشی رہے۔ وہی شخص یہ رات پا سکتا ہے۔ دوسرا شخص نہیں پا سکتا۔"

لیکن ان کا یہ قول جمہور کے خلاف ہے اور ان کا یہ قول کمال احتیاط و مصلحت پر مبنی ہے تاکہ لوگ شب قدر کی تلاش میں کاہل و تساہل سے کام نہ لیں۔ اور ہمیشہ اس کی تلاش میں شب بیداری کریں اور یقینی طور پر اس رات کو پا لیں۔

دوم - جمہور کا قول یہ ہے کہ

"یہ رات رمضان شریف میں ہوتی ہے۔"

وہ اپنے اس قول اور رائے کی تقویت، اور ثبوت میں قرآن کریم کی نصِ صریح اور احادیث صحیحہ سے استدلال کرتے ہیں۔

شب قدر رمضان شریف ہی میں ہوتی ہے۔ ان دونوں اقوال میں سے جمہور کا قول صحیح اور درست ہے۔

اس لئے کہ قرآن وحدیث دونوں اس پر ناطق ہیں اور ان دونوں کی شہادت سے بڑھ کر کسی کی شہادت نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے کہ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (سورہ بقرہ رکوع ۲۳)

(ترجمہ) ماہِ رمضان وہ ہے جسمیں قرآن نازل ہوا۔

دیکھئے اسجگہ قرآن کیسے واضح الفاظ میں اپنے نزول کے بارے میں بیان کر رہا ہے کہ

"میں رمضان شریف کے مہینہ میں نازل ہو چکا ہوں۔"

دوسری جگہ ارشاد باری ہے کہ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (سورہ قدر)

(ترجمہ) بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل فرمایا ہے۔

یہاں قرآن اپنے نزول کے بارہ میں کہہ رہا ہے۔

"میں شب قدر میں نازل ہو چکا ہوں۔"

اصولی طور پر اس تناقض کا رفع کرنا اس بات کا مقتضی ہے کہ

"شب قدر رمضان ہی کا ایک جز ہو۔"

اور یہی روایت اور درایت کے مطابق صحیح ہے۔

قرآن کے علاوہ احادیث صحیحہ سے بھی یہی بات ثابت ہے کہ

"شب قدر رمضان میں ہوتی ہے"

چنانچہ مندرجہ ذیل احادیث اس پر شاہد ہیں۔

۱۔ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ فَقَالَ هِيَ فِيْ رَمَضَانَ۔

(ترجمہ) امام ابو داؤدؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے شب قدر کی بابت پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔

۲۔ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ....

(ترجمہ) امام ابن ماجہؒ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رمضان آیا تو فرمایا یہ مہینہ تمہارے پاس آگیا اس میں ایک رات (ایسی) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے ... ...

اس حدیث میں بھی اس رات سے جس کا بیان ہوا ہے شب قدر ہی مراد ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۳۔ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ ......

(ترجمہ) امام بیہقی رحمہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا- اے لوگو! تمہارے پاس ایک عظمت والا (اور) برکت والا مہینہ آگیا ایسا مہینہ کہ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے"

امام احمد رح اور امام نسائی رح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے۔ یہ سب احادیث اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ

"شب قدر ماہِ رمضان میں ہوتی ہے"

فقہائے کرام کی تصریح

فقہائے کرام نے بھی اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ

"شب قدر رمضان ہی میں ہوتی ہے"

چنانچہ حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"شب قدر رمضان شریف میں ہوتی ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ رمضان کی کون سی رات ہوتی ہے اس لئے کہ یہ رات آگے پیچھے آتی ہے"

قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کا بھی یہی قول ہے کہ

"شب قدر رمضان میں ہوتی ہے"

مگر ان کے نزدیک اس کی تاریخ معین ہے وہ فرماتے ہیں کہ

"یہ رات آگے پیچھے نہیں آتی"

مجمع البحار میں لکھا ہے کہ

"حضرت امام اعظم رح کا قول راجح ہے"

محیط سرخسی میں لکھا ہے کہ

"فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے"

ان دلائل بینہ سے یہ بات تو روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی کہ

"شب قدر رمضان ہی کے مہینہ میں ہوتی ہے"

مگر اس بات کا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ

"وہ رات رمضان شریف کے اندر کس عشرہ میں آتی ہے"

سو دوسری احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ

"شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں آتی ہے"

شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔

۱۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اعْتَکَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَکَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فِیْ قُبَّۃٍ تُرْکِیَّۃٍ ثُمَّ اَطْلَعَ رَاْسَہٗ فَقَالَ اِنِّیْ اعْتَکَفْتُ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ اَلْتَمِسُ ہٰذِہِ اللَّیْلَۃَ ثُمَّ اعْتَکَفْتُ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ ثُمَّ اُتِیْتُ فَقِیْلَ لِیْ اِنَّہَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ۔

(ترجمہ) امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ شب قدر کی تلاش میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے پہلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا پھر حضورؐ نے درمیانی عشرہ میں ترکی خیمہ کے اندر اعتکاف فرمایا پھر سر مبارک (خیمہ سے) باہر نکال کر

فرمایا کہ میں نے اس رات یعنی شب قدر کی تلاش میں رمضان شریف کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا (لیکن شب قدر کو نہ پایا) پھر درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا (پھر بھی شب قدر نہ پائی) آخر (جبریل امین) فرشتے نے میرے پاس آکر کہا کہ شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہے۔

۲۔ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

(ترجمہ) امام مسلم رح نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی دس راتوں میں۔

ان دونوں احادیث سے یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ

"شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔"

خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بھی یہ تھا کہ جب آخری عشرہ آتا تو خصوصاً رات کے وقت استراحت نہ فرماتے تھے بلکہ شب بھر مصروف قیام رہتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی بیدار رکھتے جیسا کہ صـ۵ـ پر حدیث میں گذر چکا۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ "رمضان شریف کی خاطر جمعی اور توجہ الی اللہ کو تمام سال کی خاطر جمعی میں بڑا دخل ہے بالخصوص آخری عشرہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادات میں زیادہ اہتمام فرماتے اور مسلمانوں کو بہت رغبت دلاتے تھے۔"

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے اس بات کا پتہ بھی لگ

گویا کہ

"شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے"

مگر اس بات کی کوئی صراحت نہیں کہ

"آخری عشرہ کی کن کن راتوں میں اس کو تلاش کیا جائے"

اس کی وضاحت دوسری حدیث میں موجود ہے جو درج ذیل ہیں۔

شب قدر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہوتی ہے۔

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

(ترجمہ) امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ایک طاق رات ہے اس لیے اس کو انہی راتوں میں تلاش کرنا چاہیے۔ یہ اکیس کی رات بھی ہوسکتی ہے تیئس اور پچیس کی رات کا بھی احتمال ہے اور اسی طرح ستائیسویں اور انتیسویں رات کا بھی امکان ہے۔ پس یہ رات ان ہی پانچ راتوں میں دائر ہے یعنی

۲۱ - ۲۳ - ۲۵ - ۲۷ اور ۲۹ شب

چنانچہ ایک دوسری حدیث میں اس کی صراحت آئی ہے۔

اِلْتَمِسُوْا یَعْنِیْ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِیْ تِسْعٍ یَبْقَیْنَ اَوْ فِیْ سَبْعٍ یَبْقَیْنَ اَوْ فِیْ خَمْسٍ یَبْقَیْنَ اَوْ ثَلٰثٍ یَبْقَیْنَ اَوْ اٰخِرِ لَیْلَۃٍ۔

(ترجمہ) امام ترمذیؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تلاش کرو شب قدر انتیسویں شب میں یا ستائیسویں شب میں یا پچیسویں شب میں یا تئیسویں شب میں یا اکیسویں شب میں۔

اب بات بالکل صاف ہو گئی کہ

شب قدر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنا چاہیئے!

اِنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرُوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْمَنَامِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْهَا فَلْیَتَحَرَّهَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ۔

(ترجمہ) امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعض صحابہؓ کو رمضان کی آخری سات راتوں میں شب قدر خواب کے اندر دکھائی گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ متفق ہو گئے تمہارے خواب آخری سات راتوں پر پس جو شخص تلاش کرنا چاہے شب قدر

کو تو اُسے چاہیئے کہ وہ اس کو آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

تلاش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان راتوں میں جاگو اور عبادت کرو تاکہ شب قدر میسّر ہو جاوے۔ درحقیقت جو شخص کسی چیز کی تلاش کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے وہ چیز اسے مل ہی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی کوشش ضائع نہیں کرنے دیتا۔

اس رات کو پوشیدہ رکھنے کا مقصد ایک یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس پورے عشرہ میں شب بیداری کریں اور ان دس راتوں اور دنوں میں پوری طرح عبادت میں مصروف رہیں۔

شب قدر کا تعیّن

اگرچہ یہ رات اللہ تعالیٰ نے کسی خاص مصلحت کی بناء پر لوگوں سے پوشیدہ رکھی ہے۔ لیکن احادیث کو پیش نظر رکھ کر علمائے کرام و صوفیائے عظام نے اس رات کی تعیین کے بارے میں اپنی اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔

چنانچہ اس بارے میں نو (۹) اقوال آئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ ابن رزین کا قول ہے کہ

"شب قدر رمضان شریف کی پہلی (۱) رات ہوتی ہے"

۲۔ حضرت محمد بن اسحٰق کا قول ہے کہ

"یہ رمضان شریف کی اکیسویں (۲۱) رات ہوتی ہے"

امام شافعیؒ کے نزدیک بھی اکیسویں (۲۱) شب زیادہ بھروسہ کی ہے۔

۳۔ حضرت ابن عباسؓ کے ایک قول پر یہ رمضان شریف کی تئیسویں (۲۳) رات

ہوتی ہے۔ ابو بردہ اسلمیؒ بھی تئیسویں شب کے قائل ہیں۔

۴۔ حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک یہ رمضان شریف کی چوبیسویں ۲۴ رات ہوتی ہے۔

حضرت بلالؓ بھی یہی رات بتلاتے ہیں۔

۵۔ حضرت ابوذرؓ کا قول ہے کہ

"یہ رمضان شریف کی پچیسویں ۲۵ رات ہوتی ہے"

حضرت امام حسن بصریؒ بھی اسی قول کے قائل ہیں۔

۶۔ حضرت اُبی بن کعبؓ کا ایک قول ہے کہ

"یہ رمضان شریف کی چھبیسویں ۲۶ رات ہوتی ہے"

۷۔ حضرت اُبی بن کعبؓ اور حضرت ابن عباسؓ دونوں کے صحیح قول کے مطابق اور نیز دیگر اکابر کے نزدیک "یہ رمضان شریف کی ستائیسویں ۲۷ رات ہوتی ہے"

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اسی قول کے قائل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ

زیادہ مائل وقتی ستائیسویں ۲۷ شب ہے"

۸۔ حضرت انسؓ مرفوعاً کہتے ہیں کہ

"یہ رمضان شریف کی انتیسویں ۲۹ رات ہوتی ہے"

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بھی یہی مسلک ہے۔

۹۔ بعض کا قول ہے کہ

"یہ رمضان شریف کی آخری رات ہوتی ہے"

ان جملہ اقوال میں سے ہر ایک قول کے لئے ایک صحیح حدیث ہے مگر صحیح بات یہ ہے کہ شبِ قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے اور آخری عشرہ کی

طاق راتوں یعنی

۲۱ - ۲۳ - ۲۵ - ۲۷ اور ۲۹

میں سے ایک رات ہوتی ہے۔

پھر بعض کہتے ہیں کہ

"یہ رات انہیں پانچ راتوں میں دائر ہے کبھی ۲۱ کو کبھی ۲۳ کو کبھی ۲۵ کو کبھی ۲۷ کو اور کبھی ۲۹ کو آتی ہے۔

قولِ محکم

لیکن ان اقوال میں سب سے صحیح روایت اور قابلِ اعتماد قول یہ ہے کہ

"شب قدر کی مقدس رات رمضان شریف کی ستائیسویں (۲۷) شب ہے"

جمہور کا یہی قول ہے اکثر مفسرین، محدثین، علماء و صلحاء کا اسی پر اتفاق ہے اور یہی بات عام طور پر مشہور اور زبان زد عوام و خواص ہے اور اسی پر اُمتِ محمدیہ کا عمل ہے۔

اور کسی بات پر سب لوگوں کا متفق اللسان ہونا بھی اس کی صحت پر ایک بہت روشن دلیل اور معتبر شہادت ہے اور اسے نقارۂ خدا سمجھ لینا چاہیئے۔

کہا ہے جسے عالم اسے بجا سمجھو زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

علاوہ ازیں ایک حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان شریف کی ستائیسویں شب کو صبح تک عبادت میں مصروف رہتا ہے وہ مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ رمضان کی ساری راتوں میں شب بیداری کرے۔

اسی حدیث کی بنار پر بھی بعض علمار نے شبِ قدر کو رمضان کی ستائیسویں شب میں مان لیا ہے۔

صحاح ستہ کی احادیث اور فقہ کی معتبر کتابوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کی ستائیسویں شب اغلب ہے کہ شب قدر ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان کی ستائیسویں شب کو تمام رات شب بیداری فرمایا کرتے تھے۔

امام مسلم رح نے حضرت زِرّ بن حُبَیش رح سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے (دینی) بھائی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"جو شخص سال کی تمام راتوں میں عبادت کرے وہ شب قدر کو پالے گا"

یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رض نے فرمایا

"اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے انہوں نے اس خیال سے یہ کہا ہے کہ کہیں لوگ اس رات پر بھروسہ نہ کرلیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ابن مسعود رض کو یہ معلوم ہے کہ شب قدر رمضان میں ہے اور رمضان کے آخری عشرہ میں ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے"

پھر حضرت اُبیّ بن کعب رض نے قسم کھا کر فرمایا کہ

"اِنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ"

(ترجمہ) بے شک وہ ستائیسویں رات ہے۔

اور انشاء اللہ تعالیٰ (بھی) نہیں کہا

پس میں نے ان سے عرض کیا کہ

بِاَیِّ شَیْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِکَ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ -

(ترجمہ) اے ابوالمنذر! آپ کس دلیل سے ایسا فرماتے ہیں؟

انہوں نے ان واضح الفاظ میں جواب دیا کہ

بِالْعَلَامَةِ اَوْ بِالْاٰیَةِ الَّتِیْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّھَا تَطْلُعُ یَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَہٗ -

(ترجمہ) ان علامات یا نشانیوں سے جن سے ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا ہے یعنی یہ کہ اس رات کی صبح کو آفتاب نکلتا ہے تو اس میں روشنی نہیں ہوتی یعنی اس دن آفتاب کی روشنی مدہم سی ہوتی ہے۔

(اور میں نے ستائیسویں شب کی صبح کو آفتاب کو اسی طرح بغیر شعاع کے نکلتے دیکھا ہے)

جمہور کا فیصلہ

:- شب قدر کے بارہ میں جمہور امت کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ

"شب قدر رمضان شریف کی ستائیسویں ۲۷ شب ہوتی ہے"

چنانچہ علامہ دوراں فخر افراں مفسر محقق فقیہہ مدقق ابوالبرکات امام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لاجواب اور شہرہ آفاق تفسیر "مدارک التنزیل" میں سورہ قدر کی تفسیر کرتے ہوئے شب قدر کے متعلق لکھا ہے کہ

وَھِیَ لَیْلَةُ السَّابِعِ وَالْعِشْرِیْنَ مِنْ رَمَضَانَ کَذَا

رَوَی اَبُوْحَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ اَنَّ اُبَیَّ ابْنَ کَعْبٍ رضی
کَانَ یَحْلِفُ عَلٰی لَیْلَۃِ الْقَدْرِ اِنَّہَا لَیْلَۃُ السَّابِعِ وَ
الْعِشْرِیْنَ مِنْ رَمَضَانَ وَعَلَیْہِ الْجُمْہُوْرُ۔

(ترجمہ) اور یہ رات یعنی شبِ قدر رمضان شریف کی ستائیسویں شب ہے۔
اسی طرح حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عاصمؒ سے انہوں نے حضرت زرؒ سے روایت کی ہے (وہ کہتے ہیں کہ) حضرت اُبیؓ بن کعبؓ قسم کھایا کرتے تھے کہ شبِ قدر رمضان شریف کی ستائیسویں شب ہے۔ اور اسی پر جمہور رہیں۔

شبِ قدر کی علامت

اس شب میں جمالِ الٰہی کی تجلّیات مشتاق بندوں پر مبذول ہوتی ہیں اس کی عظمت و شرافت کے باوجود اس رات کو پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اور یقین کے ساتھ یہ معلوم نہیں کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں کون سی رات ہے لیکن بندہ جب اس رات میں اعمالِ صالحہ کے لئے اجتہاد و کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مسرت کے طور پر فرشتوں سے فرماتا ہے کہ
دیکھو محض گمان ہی پر ہمارے بندے کی یہ حالت ہے اگر شبِ قدر معیّن کر دی جاتی تو نہ معلوم اس کا کیا حال ہوتا۔
اس کی علامات جو بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔
غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ
شبِ قدر کی علامت یہ ہے کہ

"وہ رات صاف بے کدورت ہوتی ہے نہ گرم نہ سرد"

یہ بھی کہا گیا ہے کہ

"شب قدر میں کُتّے کے بھونکنے کی آواز نہیں سُنائی دیتی اور صبح کو سورج صاف طشت کی طرح بغیر کرنوں کے ثابت ہوتا ہے"

بعض علمائے نے لکھا ہے کہ

یہ ایک معتدل رات ہوتی ہے۔ نہ تو اس میں زیادہ گرمی ہوتی ہے نہ سردی؛ آسمان صاف ہوتا ہے اور آسمان دُنیا پہ انوار و تجلّیات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں چاند کی روشنی بھی بھلی معلوم ہوتی ہے، اس رات میں ستارے ٹوٹتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ صبح کے وقت سورج کی روشنی بہت تیز نہیں ہوتی اس رات میں حجر و شجر، درخت پتّے سرنگوں ہو کر سجدہ ریز ہوتے ہیں (واللہ اعلم)

شب قدر کے متعلق ایک دلچسپ واقعہ

تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ اس رات کے متعلق ایک صحیح روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عثمان بن العاص کا ایک غلام تھا جس نے سالہا سال سمندر میں جہازوں کی ملّاحی کی تھی بیشمار سفر کیے تھے ایک دن عجائباتِ سفر بیان کرتے ہوئے اس نے کہا کہ

"سمندر کے عجائبات میں سے ایک ایسی چیز میرے تجربہ میں آئی ہے جس سے میری عقل حیران ہے وہ یہ ہے کہ دریائے شور کا پانی سال بھر میں صرف ایک رات میٹھا رہ جاتا ہے"

حضرت عثمان بن العاص نے اس سے کہا کہ

"جب وہ رات آئے تو مجھے خبر دینا کہ دیکھوں تو وہ کون سی رات ہے اور اس میں کون سی بزرگی ہے۔"

غلام نے کہا کہ

"وہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے۔"

ستائیسویں شب کے متعلق عجیب و غریب نکتے اور دلائل

علاوہ ازیں ستائیسویں شب کے بارہ میں علماء نے اور بھی دلائل اور عجیب و غریب نکتے پیش کئے ہیں جو بہت دلچسپ ہیں۔

اوّل: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

"لیلۃ القدر" میں نو حروف ہیں اور یہ لفظ سورۂ قدر میں تین بار آیا ہے اور تین کو نو میں ضرب دینے سے ستائیس حاصل ضرب آتا ہے، لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "لیلۃ القدر" رمضان شریف کی ستائیسویں شب ہے۔

دوم: حضرت ابن عباسؓ ایک دوسرا عجیب نکتہ بیان فرماتے ہیں وہ یہ کہ

سورۂ قدر میں تیس کلمات ہیں اور ان میں لفظ "ھِیَ" ستائیسواں کلمہ ہے اور اس کا مرجع "لیلۃ القدر" ہے اور یہ اشارہ ستائیس کے عدد کی طرف ہے۔ یعنی مراد یہ کہ لیلۃ القدر رمضان شریف کی ستائیسویں شب ہے۔

سوم: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضؓ کے سامنے حضرت ابن عباسؓ

سے ان کے تبحر علمی اور ذہانت و فطانت کی بنا پر کبھی کبھی بعض مسائل دریافت فرمایا کرتے تھے چنانچہ اسی طرح ایک دن عمر فاروق رضؓ نے تمام صحابہ رضؓ کے روبرو حضرت ابن عباس رضؓ سے شبِ قدر کے متعلق پوچھا اور فرمایا کہ

"لیلۃ القدر کے متعلق اپنی تحقیق بیان کرو"

آپؓ نے کہا کہ

اَحَبُّ الْاَعْدَادِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْوِتْرُ وَاَحَبُّ الْوِتْرِ اِلَیْہِ السَّبْعَۃُ۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین اعداد طاق ہیں اور طاق اعداد میں سات کا عدد اسے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

چنانچہ آسمان سات، زمین سات، ولایات سات، جنتیں سات، حج سات، دوزخ کے دروازے سات، دوزخ کے نام سات، دوزخ کے درجے سات ہیں غرض اور بہت سی چیزیں ہیں جو سات ہیں۔ اور ستائیس میں بھی سات شامل ہے لہٰذا لیلۃ القدر کا ستائیسویں رمضان میں واقع ہونا بہت ممکن ہے۔

شبِ قدر کے متعلق بعض بزرگوں کی عجیب تحقیق

ماہِ رمضان کی ستائیسویں تاریخ کو شبِ قدر کے تعین کے بارے میں اوپر جو کچھ لکھا جا چکا گو وہ صحیح تر روایات کی بنا پر لکھا جا چکا ہے مگر پھر بھی یہ بات یقینی نہیں اسلئے بعض بزرگوں نے اس سے صرفِ نظر کر کے شبِ قدر کے متعلق اپنی اپنی تحقیق جداگانہ بیان کی ہے۔

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کی تحقیق

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ

جو اکابر اولیائ میں سے گذرے ہیں۔ انہوں نے ان سب دلائل سے علیحدہ اپنی ذاتی تحقیق اور تجربہ کی بنا پر شب قدر کے متعلق اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ

۱۔ اگر رمضان شریف کی پہلی تاریخ ہفتہ کے دن ہو تو شب قدر رمضان شریف کی تئیسویں رات کو آئے گی۔

۲۔ اگر رمضان شریف کی پہلی تاریخ اتوار کے دن ہو تو شب قدر رمضان شریف کی انتیسویں رات کو ہو گی۔

۳۔ اگر رمضان شریف کی پہلی تاریخ پیر کے دن ہو تو شب قدر رمضان شریف کی اکیسویں رات کو ہو گی۔

۴۔ اگر رمضان شریف کی پہلی تاریخ منگل کے دن ہو تو شب قدر رمضان شریف کی ستائیسویں رات کو ہو گی۔

۵۔ اگر رمضان شریف کی پہلی تاریخ بدھ کے دن ہو تو شب قدر بائیسویں رات کو ہو گی۔

۶۔ اور اگر رمضان شریف کی پہلی تاریخ جمعرات کے دن ہو تو شب قدر پچیسویں رات کو ہو گی۔

۷۔ اور اگر رمضان شریف کی پہلی تاریخ جمعہ کے دن ہو تو شب قدر سترھویں رات کو ہو گی۔

اس کے بعد حضرت خواجہ ممدوحؒ لکھتے ہیں کہ
"جب سے میں اس حساب سے واقف ہو گیا ہوں کبھی مجھ سے شب قدر

کی رات فوت نہیں ہوئی اور میں ہمیشہ اس رات سے فیضیاب ہوتا رہا ہوں"

صاحب نزہت المجالس کے والد ماجدؒ کی تحقیق

صاحب نزہت المجالس کے والد ماجدؒ کا شبِ قدر کے متعلق اپنا پچاس سالہ تجربہ یہ ہے کہ

رمضان شریف کی پہلی تاریخ اگر یکشنبہ اور چہار شنبہ کو ہو تو شب قدر رمضان شریف کی انتیسویں رات ہوگی۔

اگر دو شنبہ کو پہلی تاریخ ہوئی تو شبِ قدر اکیسویں رات ہوگی۔

اگر سہ شنبہ اور روز جمعہ کو پہلی تاریخ ہو تو شبِ قدر ستائیسویں رات ہوگی۔

اگر پنجشنبہ کو پہلی تاریخ ہو تو شب قدر پچیسویں رات ہوگی۔

اور اگر شنبہ کو پہلی تاریخ ہو تو شب قدر تئیسویں رات ہوگی۔

بہرصورت زیادہ باوثوق بات یہ ہے کہ شبِ قدر ستائیسویں رمضان کو ہوتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ "غنیۃ الطالبین" میں لکھتے ہیں کہ

"رمضان کی آخری دہائی میں شب قدر کو تلاش کیا جائے زیادہ باوثوق ستائیسویں شب ہے"۔ "واللہ اعلم بالصواب"

ضروری گذارش

برادرانِ اسلام! آپ نے گذشتہ اوراق میں شبِ قدر کے فضائل وخصائص اور فوائد وبرکات اور اثرات وثمرات کا بیان تفصیل کے ساتھ مطالعہ فرمایا۔ اب آپ حضرات کی خدمت میں مخلصانہ گذارش ہے کہ چونکہ یہ مبارک

رات نہایت ہی اہم و اخص رات اور ایک عظیم الشان نعمت اور ایک بے بہا خزانہ ہے اور یہ بزرگ رات خاص طور پر تصفیۂ قلب و تزکیۂ روح اور تطہیر بدن کی رات ہے۔ گناہوں سے توبہ و استغفار کی رات ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں رونے دھونے آہ وزاری اور تضرع و عاجزی کی رات ہے، قربِ خداوندی کی رات ہے اپنے آپ کو جنت اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و رضا کا مستحق بنا لینے کی رات ہے۔

سو اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کریں اور اس رات شب بیداری کریں۔ صدقِ دل کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں تمام گناہوں سے توبہ کریں۔ اور سکون و اطمینان اور خشوع و خضوع سے عبادت کریں اور اللہ تعالیٰ سے دارین کی صلاح و فلاح اور حسنِ عاقبت کی دعا مانگیں تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔

دوستو! توبہ کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بندہ ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا کہ نومولود بچہ۔

حدیث شریف میں ہے کہ

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (ابن ماجہ عن عبداللہ بن مسعودؓ)

(ترجمہ) گناہ سے توبہ کرنیوالا شخص ایسا (پاک وصاف) ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ ہی نہیں کیا۔

معزز ناظرین! غور و فکر کا مقام ہے کہ اگر اس عظمت و بزرگی اور رحمت و برکت والی رات میں کسی کو توبہ کرنا نصیب ہو جائے تو اس کی قبولیتِ توبہ میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا کسی نے کیا

خوب کہا ہے ۔

ے

توبہ کرتا ہے جو ہو کر شرمسار

جوش میں آتا ہے عفوِ کردگار

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صدقِ دل سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

اِلٰهِي لَسْتُ لِلْفِرْدَوْسِ اَهْلًا ۔ وَلَا اَقْوٰى عَلٰى نَارِ الْجَحِيْمِ

اے اللہ! میں نہ تو جنت کا مستحق ہوں ۔ اور نہ ہی دوزخ کی آگ کی طاقت رکھتا ہوں۔

فَهَبْ لِيْ تَوْبَةً وَّاغْفِرْ ذُنُوْبِيْ ۔ فَاِنَّكَ غَافِرُ الذَّنْبِ الْعَظِيْمِ

پس مجھے توبہ نصیب فرما اور میرے گناہ معاف فرما ۔ کیونکہ تو بڑے بڑے گناہوں کا بخشنے والا ہے

ان بندگانِ خدا پر رحم آتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی ان خوشگوار اور خنک ہواؤں اور اس کی رحمت و مغفرت کی ان گھنگھور گھٹاؤں میں بھی تشنہ لب اور جاں بلب رہیں ۔ اور جن کی سیرت و کردار کی کھیتیاں اس خوشگوار موسم ، اس موسلادھار بارش اور ان سازگار حالات میں بھی خشک ہو کر اُڑ جائیں اور برباد ہو کر رہ جائیں۔

ے

موسم اچھا ! پانی وافر ! مٹی بھی زرخیز

جس نے اپنا کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان

اللہ تعالےٰ اپنے خاص فضل و کرم سے اس مبارک رات کے فیوض و

برکات سے مستفیض اور انوار و تجلیات سے بہرہ یاب اور خیرات وحسنات سے فیض یاب اور رحمت و مغفرت سے شرفیاب ہونے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور اپنی خاص عنایت و مہربانی اور اکرام و احسان سے ہمیں محروم نہ رکھے۔ (آمین)

حرفِ آخر

جن حضرات کو اللہ تعالیٰ اس مبارک شب میں شب بیداری اور عبادت کی توفیق عطا فرمائے ان کی خدمت میں عاجزانہ التماس ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اس ناکارۂ خلائق اور اس کے والدین اور اہل و عیال اور تمام مسلمانوں کو بھی شامل کر لیا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دارین کی راحت و خوشی عطا فرمائے اور دونوں جہان میں ذلت و رسوائی اور سختی اور عذاب سے بچائے (آمین) فقط۔

احقر العباد محمد عبد الحفیظ عفی عنہ رشیدی پشاوری

تمت بالخیر

خوشخبری ناظرین تحفہ شب قدر کو ہم یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ ادارہ نے "تحفہ عید الفطر" ہدیہ دو روپے چھپوایا ہے۔ شب قدر کا تو آپ مطالعہ کر چکے اب "تحفہ عید الفطر" کا بھی مطالعہ کریں۔ انشاء اللہ بڑا فائدہ ہوگا تحفہ عید الفطر کا اشتہار صفحہ ۱۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں عید الفطر کے فضائل و اعمال کا مفصل بیان ہے۔

ایک بے بہا تحفہ

تحفہ اسم اعظم

یوں تو کوئی مسلمان بندہ ایسا نہ ہوگا جو اسم اعظم کے نام سے واقف نہ ہوگا۔ مگر بہت تھوڑے مسلمان ہوں گے جو اسم اعظم کے معنی و حقیقت و خاصیت سے واقف ہوں گے۔ اسم اعظم سے مراد اللہ عزّ و جلّ کا وہ سب سے بڑا بزرگ و عظمت والا نام ہے کہ جس کے ذریعہ سے ناممکن اور مشکل کام ممکن اور آسان ہو جاتے ہیں۔ بندہ جو بھی سوال کرے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے جو بھی دعا مانگے قبول فرماتا ہے۔ جو بھی درخواست کرے منظور فرماتا ہے۔ انسان کو منہ مانگی مراد مل جاتی ہے۔

ادارہ نے یہ کتاب بہت محنت و عرق ریزی سے عوام کے فائدے کے لئے لکھی ہے۔ درحقیقت یہ ایک نایاب ہدیہ اور بے بہا تحفہ ہے۔ جو اسم اعظم کے بارہ میں لکھا گیا ہے۔

ہر مسلمان گھر میں اس کا ایک نسخہ ہونا چاہیئے۔ جو باعث شرف اور موجب برکت ہے۔ اس کتاب پر عمل کرنے سے ہر حاجت روا ہر دشوار کام آسان اور ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔ ہدیہ غیر مجلد: تین روپیہ۔ مجلد اوسط: چار روپیہ (مجلّد اعلیٰ۔ پانچ روپیہ)

ملنے کا پتہ:- ادارہ تحائف اسلامیہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

مشتہر قدم
مندرج

تحفۂ عیدُالفطرؕ

عیدالفطر کے فضائل و اعمال میں ایک بہترین کتاب ہے۔ اس موضوع پر بالکل ایک نیا اور بہت دلچسپ مجموعہ ہے۔ باوجود اختصار کے نہایت جامع ہے۔ ہر دیندار مسلمان کو اس کی ضرورت ہے۔ ہر مسلمان گھر میں اس کا موجود رہنا باعثِ شرف و برکت ہے۔ ٹائٹل پیج سہ رنگا، نہایت خوبصورت اور جاذب نظر ہے۔ سرورق اور پر مسجد نبوی اور ہلال عید کا دلکش منظر اور نیچے تحفہ عیدالفطر جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔ باوجود اتنی خوبیوں کے ہدیہ صرف دو روپے ہے۔ یہ کتاب مندرجہ ذیل مضامین پر مشتمل ہے (۱) عید (۲) عید کی ابتدا (۳) اسلامی عید کی تاریخ (۴) عید کی حقیقت (۵) غرۂ شوال یا ہلال عید (۶) عید کا چاند (۷) ہلال عید کی دعا (۸) عیدالفطر کی رات اور دن کے فضائل (۹) عیدالفطر کی رات کی فضیلت (۱۰) وجوب جنت (۱۱) قیامت کے دن دل کا زندہ رہنا (۱۲) خیر و بھلائی کے دروازوں کا کھل جانا (۱۳) قبولیتِ دعا (۱۴) عیدالفطر کے دن کی فضیلت (۱۵) عیدالفطر کے دن کے خصائص (۱۶) عیدالفطر کے سنن (۱۷) عیدالفطر کے اذکار (۱۸) عیدالفطر کے دن پڑھنے کی دعا (۱۹) نمازِ عیدالفطر (۲۰) نماز عیدالفطر کی فضیلت (۲۱) نماز عیدالفطر کی نیت (۲۲) نماز عیدین کی ترکیب (۲۳) نماز عیدین میں پڑھنے کی سورتیں (۲۴) عیدگاہ (۲۵) عیدین کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا (۲۶) عیدگاہ کو ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے آنا (۲۷) عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستہ میں تکبیرات پڑھنا (۲۸) عید کی نماز سے پہلے عیدگاہ میں کوئی نفل نہ پڑھنا (۲۹) صفوں کی درستی (۳۰) صفوں کی درستی کا اہتمام (۳۱) لاؤڈ سپیکر کا انتظام (۳۲) مکبرین کا بندوبست (۳۳) قوم کی خدمت میں ایک گذارش (۳۴) صدقۂ فطر (۳۵) صدقہ کا مقصد (۳۶) صدقۂ فطر کس پر واجب ہے (۳۷) مقدار صدقہ فطر (۳۸) صدقہ فطر کا وقت (۳۹) صدقۂ فطر کا حقدار (۴۰) اخوتِ اسلامی کا شاندار مظاہرہ (۴۱) ایک سبق آموز واقعہ (۴۲) عید کا ادب و احترام (۴۳) شش عید کے روزے۔

ملنے کا پتہ: ادارہ تحائف اسلامیہ سیٹلائٹ ٹاؤن ۔ گوجرانوالہ

(مطبوعہ اشرف پریس لاہور)

ادارہ تحفظ اہلسنت مکتبہ حفیظیہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

سلسلہ اشاعت

۱۷

تحفۂ شبِ قدر

مصنفہ

احقر العباد ابوالحسن حافظ قاری مولوی محمد عبدالحفیظ خان عفی عنہ نقشبندی پشاوری

خلف

جناب احمد خان صاحب مرحوم مقام و ڈاکخانہ شیدو تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور

حال

خطیب جامع مسجد نور سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

دو روپے

ہدیہ

